اکٹھے ہوئے ہیں۔

عزیز بھائیو! طارق شہید ایک دلیر، نڈر اور بے باک مجاہد تھا۔ اس کے دل میں سینکڑوں ارمان موجزن تھے جب وہ اپنے سینکڑوں ارمان دل میں بسائے میدانِ جہاد میں اترا تو اس نے آگ اور خون کے سمندر میں نہایت خوفناک حوادث کا نہایت بے جگری سے مقابلہ کیا۔ بسا مصائب و آلام سہے اور آخر کار جامِ شہادت نوش کر کے اپنی دیرینہ آرزو پوری کر دی۔ شہید طارق اور ان کے ہم رزم ساتھی اس دن کا اور اس گھڑی کا نہایت بے چینی سے انتظار کر رہے تھے کہ وہ یہ سنیں کہ سفاک اور بے رحم روس ہمارے مجاہدوں کے ہاتھوں شکست کھا کر ذلت و رسوائی سے دو چار ہو چکا ہے۔ لیکن آج ہم طارق شہید کی یاد عین اُس وقت منا رہے ہیں۔ جب کہ ہمارا دشمن اپنا بوریا بستر سمیٹے افغانستان سے روبہ فرار ہے۔ ہمارا سفاک اور خون آشام دشمن ہمارے جہادی مورچوں میں ڈٹے ہوئے جیالے مجاہدوں کی ناقابل شکست حقیقتوں اور ان کی روز افزوں کامیابیوں کا کھلے دل سے اعتراف کر رہا ہے۔

عزیز بھائیو! آج ہم اپنے اسلامی انقلاب کے جہاد کے ایک ایسے موڑ پر آن پہنچے ہیں۔ جب کہ ہمارا عظیم اسلامی جہاد اپنی کامیابی کی منزل پر پہنچ چکا ہے۔ افغان مسئلے کے بارے میں سال رواں کے دوران جو تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ہم سب شاہد ہیں پہلا یہ کہ روس اعتراف کر چکا ہے کہ افغان مجاہدین قضیئے کے اصل فریق ہیں انہیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ افغانستان کے مستقبل کے بارے میں اپنا بنیادی کردار ادا کریں۔ دشمن اور دنیا والوں کا اعتراف بھی اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ افغان مجاہدین کی مرضی کے بغیر افغان تنازعے پر کوئی تجویز یا کوئی فیصلہ اتخاذ نہیں کیا جا سکتا۔ افغان مسئلے کا سیاسی حل کا راستہ افغان مسلمان عوام اور افغان مجاہدین کے نیک ارادوں، اُمنگوں اور ان کی دیرینہ آرزوؤں کے بغیر نہیں ڈھونڈا جا سکتا

یہی وجہ ہے کہ روس اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہنے کے بعد بالآخر اس حقیقت کو تسلیم کر چکا ہے کہ مجاہدین کے ساتھ براہ راست مذاکرات کرے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ روسیوں کی پالیسی میں افغان قضیئے کے بارے میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ کل روس اور ان کے ایجنٹ یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے کہ ہم حاضر ہیں کہ مجاہدین کو یہ حق دیں کہ وہ افغانستان کی آئندہ حکومت میں شریک ہوں آج روس مجاہدین کے سامنے منت اور سماجت کر رہا ہے کہ ان کے حلقہ بگوش غلاموں میں سے جتنی تعداد میں اور جن افراد کو مجاہدین جس شکل میں چاہیں انہیں اپنی حکومت میں نمائندگی دیں۔ چاہے ان کی مدت تھوڑی سے تھوڑی کیوں نہ ہو تاکہ روسیوں کو یہ بہانہ مل سکے کہ افغانستان سے ان کے نکل جانے کے بعد بھی ان کی پٹھو جماعت کچھ عرصے کے لئے باقی رہے۔ لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ روسیوں کا اعتراف اور مذاکرات کے لئے مجاہدین کے ساتھ ایک میز پر بیٹھنا در حقیقت افغان مجاہد عوام کی ایک شاندار کامیابی ہے۔ یہ ایسی کامیابی ہے۔ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہمارے جیالے مجاہدین نے جہاد کے دوران بسا مصائب و آلام کا سامنا کیا اور بالآخر روسیوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر کے انہیں میز پر مذاکرات کے لئے مجبور کیا۔ اور روسیوں نے اعتراف کر لیا کہ مجاہدین قضیئے کے اصل اور واحد فریق ہے۔ جن کے ساتھ صلاح مشورہ کیا جائے۔ یہ ایک ایسی کامیابی ہے۔ جس کے بارے میں شک و تردید کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ لیکن روسیوں پر اس حقیقت کا قبول کرنا بہت سخت اور ناگوار گزرا ہے کہ آج وہ افغان مجاہدین کے ساتھ قضیئے کے ایک فریق کی حیثیت سے مذاکرات کر رہے ہیں، حقیقتاً یہ ایک عظیم الشان کامیابی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیب فرمائی۔

ہاں: اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی کہ روس اپنی مکارانہ اور عیارانہ سازشوں کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ وہ آج بھی ہمارے درمیان افتراق اور اختلاف

پیدا کرنے کے لئے داہاتے ہم رنگ زمین بچھا رہا ہے۔ ہمارے خلاف اپنے باطل اور غلط نظریہ کے تحت گوناگوں افواہیں پھیلا رہا ہے۔ حال ہی میں جب ہم اسلامی جمہوریہ ایران میں مقیم افغان مجاہد بھائیوں سے افغان مسئلے پر بات چیت کر رہے تھے تو عین اسی وقت روسیوں نے اپنی حیلہ گری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے مجاہد بھائیوں کو یہ پیش کش کی کہ وہ افغانستان میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے ساتھ بڑی خوشی سے ایک مخلوط حکومت بنا سکتے ہیں۔ ہم حاضر ہیں کہ چند صوبوں میں آپ کی خود مختار حکومت کا اعلان کریں۔ لیکن ہمارے مجاہد بھائیوں نے متفقہ طور پر روسیوں کی اس پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

گویا مکار روسیوں کے جواب میں شعر کا یہ مصرع حاضر خدمت ہے:

برو این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

شاید روسیوں کا یہ خیال تھا کہ ایران میں مقیم ہمارے افغان مجاہد بھائی ان کی ان تجاویز کو مان لیں گے۔ روسیوں کی جانب سے پیش کی جانے والے اس انعام و اکرام کو قبول کر لیں گے۔ روسیوں نے افغانستان کو اپنی آبائی جاگیر سمجھ رکھی ہے۔ جو ہمیں اور ہمارے عوام کو بخشش کے طور پر پیش کی جا رہی ہے۔ روس اس فکر و گمان میں تھے کہ وہ ان حیلوں کے ذریعے کامیاب ہو جائے گا مگر ہمارے مجاہد بھائیوں نے ان کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور انہیں ہوش میں لا کر دکھا دیا کہ سبھی مجاہدین جو ایران اور پاکستان میں مقیم ہیں یا دنیا کے کسی بھی گوشے میں امراء حیات بسر کر رہے ہیں۔ وہ سب ایک زنجیر کی کڑیاں ہیں وہ ایک واحد پیکر ہیں۔ وہ دشمن کے لئے ایک آسمانی بجلی ہے۔ ان کے درمیان جدائی اور خلیج کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

روسی مکاروں کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ افغان مجاہد عوام کسی بھی صورت میں روسیوں کو ان کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ جب روسیوں نے یہ دیکھا کہ ایران میں مقیم افغان مجاہدین کے سربراہ جناب خلیلی صاحب اور پاکستان میں مقیم افغان مجاہدین کے موجودہ سربراہ جناب پروفیسر صبغت اللہ مجددی صاحب افغانستان کی موجودہ صورت حال پر مذاکرات کے لئے ملاقات کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے ایک بار پھر ویسی ہی ناکام چال کھیلی جس طرح اسے حق اور باطل کے معرکے میں شکست اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ وارنتسوف کے پاس شرمندگی اور رسوائی کے سوا اور کوئی حرف نہ تھا اس نے یہ کہا کہ یہ بھی اچھا ہے کہ آپ تو متحد ہیں۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ہمارے مجاہدین جن کا تعلق الگ الگ پارٹیوں اور اسلامی تنظیموں سے ہے۔ مگر ہم کبھی بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے ہیں۔ ہمارا مشن ایک ہے۔ مقصد ایک ہے اور ہم اپنے اس عظیم اور اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے ہمیشہ متحد ہیں اور متحد رہیں گے۔ اور دشمن کو یہ موقع ہرگز نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے درمیان جدائی اور اختلاف پیدا کرے۔

سیاسی مذاکرات کے بارے میں میں ایک بات اپنے بھائیوں پر واضح کرنا چاہتا ہوں۔ سیاسی مذاکرات کا آغاز جو ہمارے اسلامی انقلاب کی پہلی کامیابی تھی۔ ہمزمان ہمارے جیالے مجاہد کمانڈروں اور مورچوں میں دن رات ڈٹے، نڈر مجاہدوں کے خلاف تہمت اور گوناگوں افترائی کے جملے سننے کو آتے یعنی گو اکثر ایسے کمانڈر صاحبان موجود ہیں۔ جو روسیوں سے پہلے ہی رابطہ قائم کر چکے ہیں اور گو کہ ایسی پارٹیاں بھی ہیں جنہوں نے روسیوں سے براہ راست رابطہ برقرار کر لیا ہے یہ ہرزہ اور فضول باتیں اگرچہ رد کرنے کے قابل بھی نہیں۔ کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ تہمت کیونکر ہمارے خلاف کی جا رہی ہے اور اس فتنے کی جڑ کہاں ہے؟ ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ وسیسہ اور فتنہ جوئی کے جی بی کی ہی کارروائی ہے جو پہلے بھی کئی بار ہمارے خلاف ایسی ہنگامہ آرائی کر چکی ہے

شاید آئندہ بھی ہمیں ان وسائس کا سامنا کرنا پڑے۔ بہر حال ہم جمعیت اسلامی افغان کی سیاست اپنے جیالے اور نڈر کمانڈر صاحبان اور جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں ڈٹے جانباز مجاہدوں کے بارے میں یہ اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری سیاست روشن ہے۔ ہمارا کسی پس پردہ سیاست سے تعلق نہیں۔ نہ ہی ہم کسی پس پردہ سیاست کے حامی اور طرفدار ہیں۔ ہم بند کمروں میں گٹھ جوڑ اور ساخت و بافت کے حامی نہیں ہیں۔ ہم روشن سیاست، دوٹوک بیان اور صادقانہ تصامیم کے طرفدار ہیں۔ جس سے ہمارے عوام بخوبی آگاہ رہ سکے۔ ہم کوئی بات اپنے عوام سے نہیں چھپانا چاہتے۔ مجھے یاد ہے۔ کبھی بھائی احمد شاہ مسعود کے بارے میں جنگ بندی سے متعلق باتیں کہی جا رہی تھیں جنگ بندی ایک فوجی ٹکنیک ہے۔ وہ جنگ بندی وادئ پنجشیر میں نظامی اور جنگی لحاظ سے ایک کامیاب قدم ثابت ہوا تھا۔ یہاں کوئی ساخت و بافت اور گٹھ جوڑ کی صورت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ درحقیقت یہ جنگ بندی کا قدم ہمارے ایک کثیر تعداد جیالے مجاہدوں کو موت کے منہ سے نجات دلانے کے لئے اٹھایا گیا تھا۔ جو اپنی نوعیت کا ایک عجوبہ اور فقیدالمثال کارنامہ تھا۔ یہاں دشمنوں پر ہمارے مجاہدوں نے ان شرائط کو تحمیلی طور پر قبول کروایا تھا۔ یعنی روسیوں کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ حتیٰ اپنی ایک گولی کو بھی اُن علاقوں میں جہاں جنگ بندی پر اتفاق ہوا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرے۔ محض غذائی مواد کے بغیر دیگر دوسرے اجناس کو بھی انتقال نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے برعکس مجاہدین کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ قافلوں کی شکل میں آزادانہ طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت کر سکتے ہیں روسی گاڑیوں کی تلاشی بھی مجاہدین کے ذمے تھی تاکہ وہ کوئی چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کر سکے۔ اس جنگ بندی کے دوران ہم نے دیکھا کہ روس مسلسل شکست اور شرمناک واقعات سے دوچار ہوا اور اس کے مقابلے میں ہمارے مجاہدوں کے حوصلے بلند اور نظم و ضبط کا انتظام بہت اچھا تھا۔ خفیہ طور پر ساخت و بافت کے ذریعے مزدور حکومت کے ساتھ میل ملاپ کو ہمارے جیالے دلسوز اور مخلص مجاہدین اور کمانڈر صاحبان ایک ناشائستہ اور مردود سمجھتے ہیں۔ ہمارا کوئی بھی مجاہد بھائی ہرگز کسی کو یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ ان کی وحدت میں پھوٹ ڈالے اور روس اپنے ناپاک منصوبوں کو کامیاب بنائے۔ ہم روسیوں اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں کو ہرگز یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ ہمارے مادر وطن افغانستان کو شمالی اور جنوبی دو ٹکڑوں میں بانٹ دے۔ ہم روسیوں اور کسی دوسری طاقت کو ہرگز یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ افغانستان کے غیور محب وطن تاجک، پشتون، ترکمن، ہزارہ، بلوچ اور نورستانی وغیرہ اقوام کو مختلف عناوین کے تحت ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اس کی بھی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ مذہبی اختلاف کے باعث ملک میں خون خرابہ ہو۔ دشمن کو ہم کسی بھی صورت میں یہ موقع نہیں دیں گے۔ جس سے ہماری جہادی قوت میں کمزوری آ جائے۔ اور ہمارے مومن اور مجاہد عوام جب کہ کامیابی کی کرنیں ان کی ذہنوں میں اور ان کی آنکھوں کے سامنے جگمگا رہی ہیں۔ آپس میں لڑ پڑے اور خونریزی کا سلسلہ جاری ہو جائے اس ہولناک حادثے کی روک تھام کے لئے موثر قدم اٹھائے جا چکے ہیں۔ ہمارا کوئی بھی مخلص اور مومن کمانڈر اور مجاہد بھائی خون خرابے کے حق میں نہیں ہے۔

اُن عزیز کمانڈر بھائیوں نے جنہوں نے جہاد کے دوران بسا مصائب و آلام سہے۔ تکلیف اور مصیبتیں جھیلیں، وہ ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیں گے۔ کہ یہاں بھی ویسی ہی غم انگیز اور دلخراش داستان دہرائی جائے۔ جو وسطی ایشیا کے اسلامی جمہوری ریاستوں میں ان کے جہاد کے دوران رونما ہوئی تھیں اور روسیوں نے اپنے حیلوں اور نیرنگوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہر کمانڈر سے الگ الگ میل ملاپ قائم کیا، ہر

گروہ اور ہر پارٹی سے جدا جدا ملاقات کر کے انہیں وعدے و وعید کا یقین دلایا تھا یعنی اگر وہ فائر بندی کر لیں تو فلاں علاقہ انہیں دیا جائے گا۔ اُن کو کوئی تکلیف اور اذیت نہیں پہنچائی جائے گی۔ چنانچہ آج کے روسی ترکستان کے اکثر علاقوں میں یہ حربہ کارگر ثابت ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ افغانستان میں آگاہ، مخلص اور مومن کمانڈروں اور جیالے وطن دوست مجاہدوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ وہ ہر آن دشمن کے ہر سازش کو ناکام بنانے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہمارا دشمن اپنے ناپاک حیلوں اور فتنہ جوئی حربوں کے تحت ہمارے جیالے اور تاریخ ساز جہادی کمانڈروں پر گوناگوں تہمت اور بہتان لگا کر انہیں بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم سب ایسی قوتوں کے سامنے صف آرا ہو جائیں اور کسی کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ ہمارے درمیان فتنہ گری پھیلائے اور اسے مزید ہوا دے جس کے نتیجے میں خدا نخواستہ ہمارے عوام آپس میں جھگڑ پڑیں۔ ہمیں یقین ہے کہ انشاءاللہ ہمارے دلیر مجاہدین اور مومن مسلمان ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔

میرے عزیز بھائیو! موجودہ شرائط و حالات کے تحت ایک آزاد افغانستان میں ایک عبوری حکومت کی تشکیل کا ہے۔ جس میں سبھی جہادی تنظیموں اور افغانستان کے ہر فرد پر یہ اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ایسی حکومت کے قیام کے لئے اپنا بھرپور تعاون کا مظاہرہ کر کے اہم کردار ادا کریں۔ اس مسئلے پر میں یہاں چند اہم نکات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں

(۱) ہماری نہائی کامیابی کے بعد متفقہ طور پر اصرار کیا جائے کہ افغانستان میں ایک صحیح اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔

(۲) ہماری بے مثال قربانیوں اور گوناگوں محرومیتوں کے بعد کسی دوسرے ایسے نظام حکومت کو رائج نہ کیا جائے جو اسلام کے منافی ہو۔ چاہے ایسے نظام کی مدت تھوڑے ہی عرصے کے لئے کیوں نہ ہو۔ اسلام کے خلاف کوئی دوسرا نظام حکومت افغانستان میں رائج نہ کیا جائے۔ لہٰذا افغانستان میں دین اسلام کی بقاء اور اسلام کے استحکام کے لئے وہاں ایک اسلامی حکومت کا قیام ناگزیر ہے۔ اس لئے افغانستان کے ہر فرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس اہم مشن میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اب افغانستان کی قومی وحدت و یکجہتی کے استحکام پر بھی پر زور اصرار کرنا چاہئے ملی وحدت و یگانگت کا تحفظ ہر قیمت پر کیا جائے کوشش کی جائے کہ ہمارا پیارا ملک افغانستان ملوک الطوائفی کے چکر میں نہ پڑے اور اس طرح قوم، قبیلہ، گروہ اور اقلیت کے عناوین سے ان کے درمیان درجہ بندی کا بیج نہ بویا جائے۔ لہذا قومی وحدت کا تحفظ بہت ضروری ہے موجودہ صورت حال میں جو لوگ ہمارے درمیان پھوٹ ڈال کر ہمیں مختلف ناموں سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔ در اصل وہ لوگ اسلام اور ہمارے اسلامی انقلاب کے دشمن ہیں ان کے خلاف متحدانہ شکل میں قیام کیا جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ سالمیت اور تمامیت ارضی پر کڑی نظر رکھی جائے۔ کسی کو یہ اجازت نہ دی جائے کہ وہ افغانستان کو دو ٹکڑوں میں بانٹ دیں۔ انشاءاللہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ ہمیں پورا یقین ہے۔

ہمارے اس عظیم اور خطیر اسلامی انقلاب کے مشن کے دوران ملک میں امن و امان کی بحالی ایک اہم ضرورت ہے۔ عبوری حکومت کے دوران ملک میں امن و امان بحال کرنا از حد ضروری ہے۔ پورے ملک میں امن و امان بحال کیا جائے تاکہ کسی کو بے نظمی اور عدم تحفظ کا احساس نہ ہو۔ ملک میں حکومت کے آغاز کے ساتھ ہمیں ہر لحظہ باخبر رہتے ہوئے آنی و فوری مصلحتوں اور سازشوں سے گریز

کرنا چاہیئے تاکہ اس حساس اور نازک موڑ سے بخوبی گذر جائیں۔ ملک میں کمزور اور ناتواں حکومت کا قیام عمل میں نہ لایا جائے۔ کوشش کی جائے کہ اس نازک دور میں کمزور حکومت تشکیل نہ دی جائے۔ کیونکہ کمزور حکومتیں جلد ٹوٹ جاتی ہیں اور وہ ایک مضبوط اور مستحکم حکومت بنانے میں ممد و مددگار ثابت نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ملک میں امن و امان بحال رکھنے کے لئے ایک مضبوط اور طاقتور حکومت کا قیام از حد ضروری ہے۔ لہٰذا جہاں کہیں بھی ایسے دانشمند افراد کا سراغ ملے چاہے وہ ملک کے اندر ہوں چاہے ان کا تعلق ہمارے جیالے جہادی کمانڈروں سے ہوں یا ایسی شخصیتوں کا تعلق قبیلوی گروہ سے ہوں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم انہیں اس عبوری حکومت میں نمائندگی دیں۔ کیونکہ اس حساس اور نازک موقع پر ایک مضبوط حکومت کے بغیر جس میں ہر مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد شامل نہ ہوں ان کی حمایت اور تائید حاصل نہ ہو۔ حکومت چلانا بہت مشکل ہو گا۔ روسیوں کی فتنہ گری اور خطرناک کشمکش آج بھی ہماری دامن گیر ہے۔ اگر ہم کمزور حکومت بنائے تو پھر بھی ہم اپنے اس موقف پر پابند نہیں رہ سکتے۔ اس لئے امنیت کا مسئلہ بہت ضروری ہے۔ ملک میں امن و امان بحال کرنے کے لئے ہمیں ملک میں اسلامی عدالتوں کا قیام عمل میں لانا ضروری ہے اور اسلامی عدالتوں کا احترام کرنا اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم ایک حساس مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں۔ جس کا ہم سب کو اچھی طرح علم ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دشمنوں کے ان پروپیگنڈوں پر کان نہ دھریں کہ افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد وہاں خون خرابے کا باعث ہو۔ یعنی روس اور ان کے حواری اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ "افغانستان میں روسیوں کی موجودیت ہی سے امن و امان بحال رہ سکتا ہے اور وہاں محاذ آرائی کا راستہ روکا جا سکتا ہے"۔ جب کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ روس اور ان کے حلقہ بگوش غلام ہی افغانستان میں افغان عوام کی تباہی اور بدبختی کے باعث بنے ہیں۔ افغانستان میں کبھی بھی شیعہ سُنی کے نام پر جنگ نہیں ہوئی۔ پشتون، ہزارہ، تاجک اور ترکمن نامی قومیت پر کبھی کسی گروہ نے ایک دوسرے کے خلاف بندوق نہیں اُٹھائی۔ روس ہی ہمارے ملک میں رونما ہونے والی سبھی تباہیوں کا اصل مرتکب تھا اور ہے۔ روسیوں کے واپس چلے جانے کے بعد افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مشکل بھی درپیش آئے تو فطرتی ہوگی۔ یہ ایک فطرتی بات ہے کہ طویل جنگ کے بعد ایک ملک کی عبوری حکومت کو اور وہاں کے عوام کو بسا مشکلات کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ یہ کوئی نئی اور عجیب بات بھی نہیں ہے۔ ہمیں پریشان اور گھبرانا نہیں چاہیئے گویا روسیوں کے نکل جانے اور کابل انتظامیہ کے خاتمہ کے بعد افغانستان میں افراتفری اور خطرناک (انارکزم) کا دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ لیکن پھر بھی افغانستان میں امن و امان بحال کرنے اور عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے ایک پائیدار اور مستحکم حکومت کا قیام از حد ضروری ہے۔ ہمارے افغان بھائیوں کو ملک میں افراتفری پھیلانے والے۔ ملک میں فتنہ انگیزی کو جنم دینے والے اور خون خرابے کے موجب بننے والے جو بھی عوامل نظر آئے ہم سب کو چاہیئے کہ ہم سب متحد ہو کر ان کے اِن ناپاک عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے جرأت مندانہ اور مفید قدم اٹھا کر اپنی اخلاقی اور ایمانی ذمہ داری کو انجام دیں۔ اس فکر و خیال میں نہیں پڑنا چاہیئے کہ فلاں فلاں شخص کیا کر رہا ہے۔ اسلام کا ایک اصول اور ضابطہ ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ لہٰذا ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ افغانستان میں ایک واقعی اور حقیقت پسندانہ وحدت برقرار ہو۔ انتظامیہ کا چھوٹے سے چھوٹا درجے سے لے کر اونچے درجے کے سبھی افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ افغانستان کے گاؤں گاؤں، شہر شہر اور سبھی صوبوں میں امن و امان بحال کریں۔ یہ خوشی کا مقام ہے

کہ ہمارے اکثر مجاہد کمانڈر بھائیوں نے اس سلسلے میں پہلے سے کام شروع کر دیا ہے۔ حتیٰ مختلف گروپوں سے تعلق رکھنے والے مجاہد اور کمانڈر بھائیوں نے ملک میں وحدت کو فروغ دینے کے لئے اپنے اپنے علاقے میں موثر قدم اٹھائے ہیں۔ جس پر شدت سے عمل جاری ہے۔ حتیٰ اس سلسلے میں کابل میں بھی امن و امان کی بحالی کے لئے کئی ایک مفید پروگراموں کو عملی شکل دی جا رہی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ملک کی تمام سیاسی پارٹیاں جو اتحاد میں شامل ہیں یا اتحاد سے باہر جہاں کہیں بھی ہیں وہ ملک میں ایک خوشگوار ماحول پیدا کرنے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔

امید ہے کہ ہم انشاء اللہ جلد ہی ان اضطراری اور بحرانی حالت پر قابو پالیں گے اور ایک مضبوط حکومت کو تشکیل دیں گے۔ ہمیں چاہیئے کہ حسد اور بغض سے اجتناب کریں۔ کبھی کبھار ایسے ناجائز خصائل مشاہدے میں آئے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر ایک طاقتور کمانڈر اپنے محاذ پر دشمن کے خلاف دن رات لڑ رہا ہے۔ تو اس کے خلاف طرح طرح کی غلط بیانیاں اور حقیقت سے دور افواہیں پھیلائے جاتے ہیں۔ اگر ایک جہادی گروپ مضبوط ہے اور اپنے جہادی کاموں میں کامیاب ہے تو اس کے جہادی کارناموں پر پانی پھیرنے اور اسے کمزور بنانے یا اسے مایوس کرنے کے لئے اس کے خلاف طرح طرح کے حربے استعمال کئے گئے یعنی فلاں گروپ چاہتا ہے کہ وہ روسیوں کی مدد سے (حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے لئے) اس نے روسیوں سے گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ کہ حکومت اسے تفویض کر دیا جائے۔

ہمیں امید ہے کہ ہمارے پیارے ملک افغانستان میں ایک قوی اسلامی حکومت ہو کر رہے گی۔ لہٰذا کوشش کی جائے جو کہ لوگ آج تک محرومیت کا شکار تھے ان کی محرومیتوں کو کیسے دور کیا جائے۔ نہ تو قدرت کا احتکار کیا جائے نہ ہی کوئی محرومیت کی زندگی بسر کرے۔ اس تاریخ ساز مرحلے میں عوام کو فراخدلانہ انداز میں خدمت کرنے کا موقع فراہم کیا جائے اور یہی ایک راستہ ہے جس سے ملک میں ایک مستحکم اور پائیدار حکومت کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

ہاں؛ اساسی قانون کے تدوین اور ایک مستقل حکومت کی تشکیل قوم اور ملت کے ارادوں (شوریٰ) یا ریفرنڈم کے ذریعے عمل میں لائے جائے۔ ایک اساسی قانون بنایا جائے عبوری حکومت کے دوران ہمیں چاہیئے کہ ہم از خود گزری کا بھرپور مظاہرہ کریں۔ کوئی غنیمت کے مال کی تقسیم میں فکرمند نہ ہو کہ عبوری حکومت کے دوران میرا کتنا حصہ بنتا ہے اور فلاں شخص کو کتنا حصہ ملتا ہے۔ بلکہ ہمیں چاہیئے کہ ہم ان باتوں پر ذرا بھر بھی دھیان نہ دیں تاکہ اس خطرناک منزل کو بخیر و عافیت عبور کر سکے۔

میرے عزیز بھائیو! میرا دوسرا مطلب یہ ہے۔ کہ مذاکرات کے دوسرے دور کے بعد وارنسٹوف نے کئی ایک جملے استعمال کئے۔ یعنی یہ کہ اگر مجاہدین نے ان کی قائم کردہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے خلاف کوئی جنگی کاروائی کی تو شاید روسی فوجیں افغانستان سے نہ نکل سکے اس نے یہ بھی کہا کہ مذاکرات کا تیسرا دور ماسکو میں ہونا چاہیئے ذرا غور کیجئے کہ دشمن بھاگتے بھاگتے بھی زور آزمائی کر رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دشمن کے یہ حربے ہمیں مرعوب نہیں کر سکتے۔ دشمن کے پاؤں افغانستان کی سرزمین سے اُکھڑ چکے ہیں۔ اگر انہیں زنجیروں میں بھی باندھا جائے تو پھر بھی وہ فرار ہونے کی کوشش ضرور کریں گے۔

مختصر یہ کہ اب افغانستان میں اُن کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہی لہٰذا ہمارا جہاد روسی افواج کے مکمل انخلاء تک عزم راسخ سے جاری رہے گا۔ ہمارے جیالے عوام ان ہرزہ اور لایعنی جملوں سے ڈرنے والے نہیں، دشمن میدانِ جنگ کے علاوہ سیاسی میدان میں بھی ہم سے بری طرح مات کھا چکا ہے۔ شکست، ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن

چکا ہے۔ اگر وہ پھر بھی عہد شکنی کرتے ہوئے جھوٹے حربے استعمال کرے تو انشاء اللہ ایک بار پھر ہمارے دلیر عوام اسے بری شکست سے دو چار کریں گے۔

عزیز بھائیو! روسیوں کے کہنے پر فی الحال ماسکو جانا درست نہیں۔ جب تک روس افغانستان سے نہیں نکل جاتا۔ مجاہدین ان کے ساتھ اپنے حساب کا تصفیہ نہیں کرتے روسیوں کی یہ دعوت کہ ہم روس کا دورہ کریں مناسب نہیں ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ روسیوں کے پر زور اصرار کرنے کے بعد بالآخر وہ افغان مجاہدین کی حکومت کو تسلیم کر لیں گے اور اس کے سوا اب ان کے پاس اور کوئی چارۂ کار نہیں۔

عزیز بھائیو! جب ہم اپنی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں تو یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ہماری کامیابیوں کا راز او سہرا ہمارے پاکستانی اور ایرانی انصار بھائیوں کے سر پر ہے۔ ان کی بھرپور حمایت اور اس طرح عرب بھائیوں اور دنیائے اسلام کے سبھی مسلمانوں کی مخلصانہ تعاون، دلسوزی اور اسلامی ہمدردی کا مرہونِ منت ہے۔

پاکستانی اور ایرانی انصار بھائیوں نے ہجرت کے دوران ہماری ایک بڑی تعداد مہاجر بھائیوں کو اپنی سرزمین پر خوش آمدید کہا اور پناہ دی۔ ہم ان کی فراخدلانہ ہمدردیوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہم ان کی طویل مہمان نوازی کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتے۔ دونوں اسلامی ملک کے علاوہ اور دوسرے اسلامی ملکوں کی حمایت اب تاریخ کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ ہم ہمیشہ ان یادوں کو تازہ اور جاودان رکھیں گے۔ افغانستان کے قدرشناس مسلمان عوام اپنے اُن سبھی مسلمان بھائیوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے گیارہ سال تک ہماری بھرپور حمایت کی ہمیں یقین ہے کہ ہمارے اسلامی انقلاب کی کامیابی امت مسلمہ کے لئے اور خاص طور پر اس خطے کے مسلمانوں کے لئے خیر اور برکت کا سبب بنے گا۔

اسلامی افغانستان اسلامی جمہوریۂ پاکستان اور اسلامی جمہوریۂ ایران مستقبل میں اس خطے کا ایک ناقابل تسخیر قلعہ بن کر اُبھرے گا اور ایک ایسی اسلامی قوت سامنے آئے گی۔ جس کا کوئی بھی سامراجی طاقت مقابلہ کرنے سے عاجز رہے گی۔ اگرچہ دشمن آج بھی طرح طرح کے دامہائے ہم رنگ زمین ہمارے خلاف بچھا رہا ہے۔ تاکہ اس خطے میں ایک عظیم اور طاقتور اسلامی حکومت کا قیام عمل میں نہ آسکے۔

ہمیں یقین ہے کہ فتنہ گروں کے سبھی حربے امت مسلمہ کے خروشاں سیلاب کے سامنے ریت کے گھروندے ثابت ہوں گے جیسے ہمارا اسلامی انقلاب خس و خاشاک کی طرح بہالے جائے گا۔ ہمیں اس دن کا انتظار ہے جب ہمارے پیارے ملک افغانستان کی وادیوں، دروں اور پر عظمت فلک بوس پہاڑوں پر جہاں ہمارے جیالے اور سپوت مجاہدوں نے پرورش پائی ہے کلمۂ توحید کا جھنڈا لہرائے۔ ہمیں اس دن کا بھی انتظار ہے کہ جب ہمارے عزیز شہداء کا ارمان پورا ہو۔

طارق شہید جیسے شہداء کا ارمان شہیدوں کے قافلوں کا ارمان، ہماری داغ دیدہ ماؤں کا ارمان اور جہاں کے گرم اور خونین مورچوں میں سینہ سپر مجاہدوں کا ارمان پورا ہو۔

ہم اس دن کا بھی انتظار کر رہے ہیں کہ جب ہمارا اسلامی انقلاب روسی سامراجی طاقت کے مقابلے میں سرخروئی سے ہمکنار ہو۔ حق اور باطل کے معرکے میں حق کا پلہ بھاری ہو اور ایک اسلامی حکومت کا قیام افغانستان میں لایا جائے

اقول قولی هذا واستغفر الله لی ولکم و
لسائر المسلمین انه هو الغفور الرحیم۔
والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
والسلام

تحریر : سید عبداللہ

صبح آزادی طلوع ہونے والی ہے

وقل جاء الحق وزهق الباطل انّ الباطل كانَ زهوقا

ارشاد باری تعالیٰ ہے: " اور کہہ آیا حق اور گم ہوا باطل اور تحقیق باطل تھا گم ہونے والا . . . .

دس سال پہلے جب افغانستان میں توسیع پسند روسی سامراج کی ایماء پر ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں افغان مسلمان عوام پر کفری نظام " کمیونزم " مسلط کیا گیا اور کچھ عرصہ بعد روسی سرخ افواج، تمام پڑوسی اور بین الاقوامی مسلمہ اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کسی جرم وگناہ کئے بغیر بلاجواز ہمارے اسلامی اور غیر جانبدار ملک افغانستان پر جارحیت کی مرتکب ہوئی تو اسی دن سے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہمارے نہتے مجاہد عوام نے ناموس دین، آزادیٔ وطن اور اپنے اسلامی تشخص کے تحفظ کی خاطر خالی ہاتھوں بقول علامہ اقبالؒ سے بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق دشمن کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو اس کے ساتھ ساتھ ہمارے غیور عوام نے اسی وقت اپنی جدوجہد کے مقاصد کی نشاندہی کی. جن میں روسی افواج کا مکمل انخلاء، کابل کی دہری اور غیر نمائندہ حکومت کا مکمل خاتمہ اور ایک آزاد، غیر جانبدار اور اسلامی حکومت کا قیام جیسے مقاصد شامل تھے. چنانچہ جہاد کے اس طویل دوران میں ہمارے مجاہد عوام نے اپنے اسی عزم کا بار بار اعادہ کیا. کہ جب تک افغانستان میں ایک بھی روسی فوجی موجود ہو اور جب تک وہاں افغان مسلمان عوام کے امنگوں اور خواہشات کے مطابق عدل و انصاف پر مبنی ایک مکمل اسلامی حکومت عمل میں نہ آجائے اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھینگے اور اپنی عزائم کی تکمیل کے لئے لاکھوں شہداء نے اپنے سروں کا نذرانہ پیش کیا اور لاکھوں کی تعداد میں افغانوں نے پھٹے پرانے خیموں تلے بے آب و گیاہ صحراؤں میں ناگفتہ بہ حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے اور انہی مقاصد کے حصول کے بغیر لمحہ بھر آرام نہیں کیا اور اپنے مسلح جہاد کو جاری رکھا.

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ کامیابی نے ہمارے قدم چومے اور ذکر شدہ تین مقاصد میں اپنی جدوجہد

کے نتیجے میں کامیاب اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت، ہمارے جیالے مجاہدین کی جرأت اور دلیرانہ جدوجہد ہمارے شہید بہادر اور جذبۂ ایمان سے سرشار عوام کی بے دریغ قربانی دوست اور اسلامی ممالک کی ہر قسم کی ہمدردیوں اور آزادی پسند اقوام کی طرف سے ہمارے جائز اور مشروع موقف کی بھرپور حمایت اور تعاون کی وجہ سے آخر وہ وقت آ ہی گیا۔ جس کے لئے افغانوں نے اپنے خون کے دریا بہائے اور جس کے نتیجے میں آج دنیا کی ایک عظیم قوت یاس و حسرت اور ناکامی کی حالت میں اپنے ایٹمی ہتھیاروں کے ساتھ واپس جانے پر مجبور ہوئے بقول مرزا غالبؔ ؎

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

ہاں! روسیوں نے ایک مقصد ضرور حاصل کیا اور وہ یہ کہ روس کے بھوکوں سپاہیوں نے افغانستان میں پیٹ بھر کر انگور اور سیب کھائے لیکن ساتھ ساتھ ان نمک حراموں نے انہی انگور اور سیبوں کے باغات اور دیہی آبادی کو تباہ کر کے کھنڈرات میں بدل ڈالا انسانی حقوق کے اس جھوٹے دعویدار نے افغانستان میں (۱۵) لاکھ بے گناہ اور نہتے عوام کا قتل عام کر کے اپنے اصلی چہرے کو نہ چھپا سکا۔ لیکن ناکامی و رسوائی ان کا مقدر بن چکا تھا۔ اس شرمناک پسپائی اور ہزیمت کو روسی اگر برملا تسلیم نہ کریں مگر

دنیا جانتی ہے کہ افغانستان کے شاہین صفت اور جیالے مجاہدوں نے اپنے جذبۂ ایمانی کے بل پر اپنی مقدس اسلامی سرزمین کی آزادی کے لئے قربانی کی وہ داستان رقم کی جس کی مثال عصر حاضر اور جدید دنیا میں مشکل سے ملے گی۔ افغانوں کی قربانی کی یہ فخریہ داستان تاریخ اسلام میں دین اسلام سے سچی محبت اور وفاداری کے لحاظ، تاریخ انسانیت میں کسی سامراجی و طاغوتی طاقت کے خلاف نعرۂ حق بلند کرنے، اپنے ملک کی آزادی سے حقیقی معنوں میں محبت رکھنے، کمزور و ناتواں قدموں میں جذبۂ حریت کو ابھارنے اور آخر کار حملہ آوروں، غاصبوں اور ظالموں کی چنگل سے نجات حاصل کرنے کے لحاظ سے زریں اور سنہرے حرفوں لکھی جائے گی۔

افغانوں نے اپنی بے مثال شجاعت

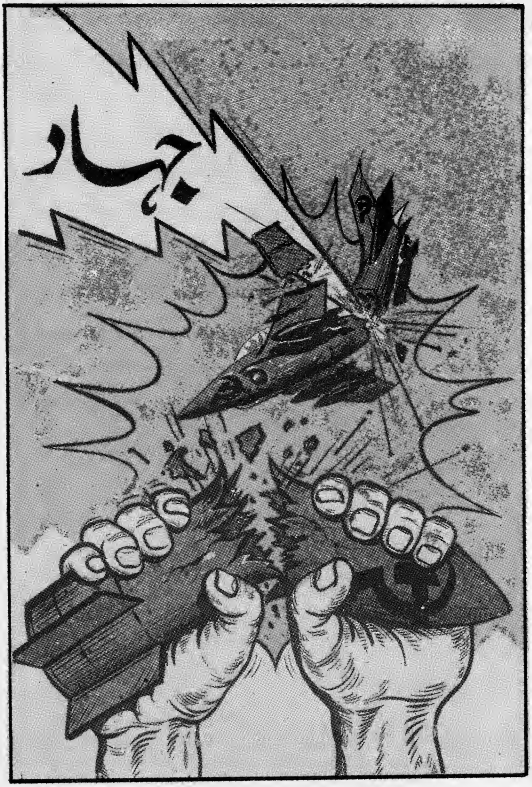

و پامردی سے دنیا کی ایک سپر طاقت کو یہ باور کرا دیا کہ ایک چھوٹی قوم بھی اگر اللہ کی مدد و نصرت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر پختہ یقین رکھے تو وہ بڑی سے بڑی طاقت کو بھی جذبۂ ایمانی سے شکست فاش دے سکتی ہے۔ جب روسی ہماری پیاری سرزمین افغانستان پر حملہ آور ہوئے تو ان کو یقین تھا کہ چند ہفتوں میں اور اگر چند ہفتوں میں ممکن نہ ہوا تو چند ماہ کے اندر اندر وہ افغانستان پر اپنا قبضہ مستحکم کر کے وسط ایشیاء کی دوسری مسلمان ریاستوں، چیکوسلواکیہ اور ہنگری کی طرح افغانستان کو بھی ہڑپ کر دے گا۔ اور اس طرح سمندر کے گرم پانیوں کی جانب پیش قدمی کا راستہ ہموار کر لیں گے اور سمندر کے تیل سے مالا مال ذخائر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس سلسلے میں ان کے کٹھ پتلی اور کمیونسٹ حلقہ بگوش غلاموں نے انہیں یقین دلایا تھا۔ کہ اہل افغانستان روسیوں کے استقبال کے لئے چشم براہ ہیں اور روسیوں کو کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ لیکن افسوس کہ روسیوں کو غیور افغانوں اور آزاد فطرت قوم کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا کیا اور خود روسی بھی ہوس ملک گیری اور اپنی سپر طاقت ہونے کے نشے میں بدمست ہو کر افغانستان سے متعلق برطانوی سامراج کے سبق آموز انجام کو بھول گیا تھا۔ روسی اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کی ایک سرد اور تاریک رات کو افغانستان میں داخل ہوئے۔ اس کے باوجود کہ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور جلد ہی انہیں یہ اندازہ بھی ہوا۔ کہ جو کچھ ان کے نادان پٹھوؤں نے انہیں کہا تھا۔ وہ درست ثابت نہیں ہوا۔ مگر پھر بھی وہ اپنی حماقتوں کی وجہ سے افغان مجاہد عوام کو مغلوب کرنے کے خام خیالی اور ان سے لڑنے پر ڈٹے رہے اور آخر کار یہی حماقت ان کی ذلت، رسوائی اور شرمناک پسپائی پر منتج ہوئی۔

روسی افواج کی پسپائی اور افغانستان سے تمام روسی حملہ آور فوجوں کے انخلاء ہمارے مقاصد میں سے صرف ایک مقصد ہے۔ جو ہم نے حاصل کیا وہی روسی جو افغان مجاہدوں کو باسمچی، اشرار، ڈاکو وغیرہ ناشائستہ اور نامناسب ناموں سے یاد کرتے تھے بالآخر ان کے مصمم ارادوں کے سامنے جھک گئے اور

ماہنامہ

مشعل

م ش ع ل

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

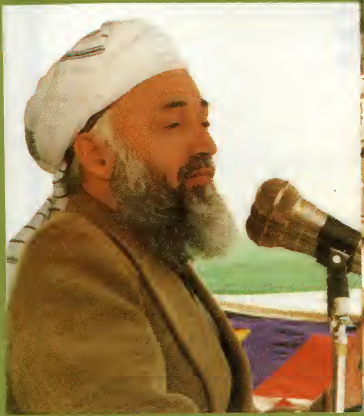

مجاہدین کی عبوری حکومت اور جمعیت اسلامی کے بارے میں استاد برہان الدین ربانی، کارکنوں سے خطاب فرمارہے ہیں

PROPERTY OF ACKU

جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدین محاذ جنگ پر جارہے ہیں

مجاہدین اپنے اس عزم میں سرخرو ہوکر کامیاب ہوگئے اور باقی دو مقاصد یعنی کابل کی غیر نمائندہ اور دہری حکومت کی سرنگونی اور اس کی بجائے مجاہدین کے ہاتھوں ایک اسلامی حکومت کی تشکیل پر مشتمل ہے۔ انشاء اللہ العزیز مستقبل قریب میں وہ بھی پورے ہونے والے ہیں اور جلد ہی افغان عوام اسلامی سبز جھنڈے تلے لاکھوں شہیدوں کی خواہش کے مطابق بے شمار قربانیوں کے صلے میں اپنی پسند کی حکومت تشکیل دیں گے۔ لہٰذا ان مقاصد کے حصول تک ہماری بھرپور جدوجہد جاری رہے گی اور اس وقت تک ہم کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرینگے جہاں تک کابل کٹھ پتلی کمیونسٹ حکومت کی بقاء کا مسئلہ ہے۔ اس کے بارے میں دنیا پر یہ حقیقت واضح ہوچکی ہے۔ کہ موجودہ کابل انتظامیہ مجاہدین کے جذبہ ایمان اور دلیرانہ جدوجہد و قیام کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

حقیقت پسند لوگ جانتے ہیں کہ ایک لاکھ پندرہ ہزار جدید اور مہلک اسلحہ سے لیس روسی افواج مجاہدین کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئیں تو ایسے حالات میں تیس چالیس ہزار بے ضمیر بے ایمان اور وطن فروش داخلی کمیونسٹ اس سیلاب خزدشان کے سامنے کیسے ٹھہر سکیں گے؟ بلکہ وہ بھی تھوڑی ہی مدت میں نیست و نابود ہو جائیں گے

روسی لابی اب پہلے سے کہیں زیادہ گوناگوں پروپیگنڈے پھیلا رہی ہے اب وہ اس تاثر دینے میں لگی ہوئی ہے۔ کہ گو ڈاکٹر نجیب کی حکومت مضبوط ہے اور ان کی شکست مجاہدین کے بس میں نہیں اور اگر مجاہدین کی طرف سے تشکیل دینے والی عبوری حکومت میں موجودہ کابل انتظامیہ کے لئے مناسب نمائندگی نہ دی گئی۔ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔"

اس بارے میں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک تو پندرہ لاکھ شہداء کے قاتلوں کو عبوری حکومت میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہیں ملتا۔ کیونکہ اُن کے ہاتھ بیگناہ عوام کے خون سے رنگے ہیں ان کے لئے حکومت میں نمائندگی دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان سے احتساب کیا جائے گا۔

دوئم یہ کہ جہاد کے دوران ہمیشہ ہمارا اندازہ اور مؤقف درست رہا ہے اور اس لابی کے حضرات جو ہمیشہ اپنے آقاؤں کی خدمت میں مصروف ہیں ان کے اندازے غلط اور بے بنیاد ثابت ہوئے۔ یہی لوگ اس کہنے میں عار نہیں سمجھتے کہ روس نے جہاں بھی قدم رکھا ہے۔ اور جس ملک پر قبضہ جما لیا ہے وہاں سے دوبارہ واپس نہیں نکلا اور روسی سُرخ افواج سے ٹکر لینا ممکن نہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجاہدین نے ناممکن کو ممکن بنا دیا اور یہ ثابت کر دکھایا کہ صرف اللہ جؒ ہی لازوال طاقت ہے۔ مادی طاقت کو آخر کار شکست اور زوال سے سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ روسیوں نے بالآخر شکست کھائی اور افغانستان سے نکل جانے کے بعد انشاء اللہ دنیا کے تمام ممالک

سے بے آبرو ہو کر نکل جائیں گے اور ان کے خواب ہرگز شرمندۂ تعبیر نہیں ہوں گے۔ لہٰذا جس طرح افغانستان سے روسی افواج کی پسپائی کے متعلق روسی لابی اور روس بھارت کے ذلیل ایجنٹوں کے اندازے غلط ثابت ہوئے اسی طرح ڈاکٹر نجیب حکومت کی مضبوطی کے بارے میں بھی ان کا اندازہ انشاءاللہ طشت از بام ہو جائے گا۔ مستقبل قریب میں ڈاکٹر نجیب کی حکومت کا تختہ الٹنے والا ہے۔ اور اس کے بجائے مجاہدین کا راج ہوگا۔ وہ لوگ جو منہ پھاڑ پھاڑ کر سرخ انقلاب کے نعرے لگا رہے ہیں۔ ان کے بارے میں افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ لوگ اب بھی خرگوش کی نیند سو رہے ہیں۔ ہم ان کو تسلی دیتے ہیں کہ وہ اس حقیقت سے مطمئن ہوں کہ اب سرخ انقلاب کا زمانہ گزر چکا ہے۔ سرخ انقلاب کا دور دورہ ختم ہوا ہے۔ سرخ انقلاب نے سبز انقلاب کے مقابلہ میں بازی ہار لی ہے۔ سرخ انقلاب کو ناکامی ہوئی۔ وہ کسی درد کا درمان اور کسی زخم کے علاج کا موثر معالج ثابت نہیں ہوا۔ اس نے بہتری کے بجائے مظلوم اور محروم قوموں کی حالت کو بد سے بدتر کر دیا۔ آزادی کے عوض قوموں کے پاؤں میں غلامی کی زنجیریں اور گردنوں میں محرومیوں اور مجبوریوں کے طوق ڈال دیئے۔ اور وہ سبھی کو انسانی حقوق سے محروم کر دیا

ہم آپ کو خوشخبری سناتے ہوئے یقین دلاتے ہیں کہ سبز انقلاب کی صبح طلوع ہونے والی ہے اور سبز انقلاب کی جگمگاتی ہوئی شعائیں جلد ہی ساری دنیا پر عدل و انصاف، آزادی و خود مختاری اور امن و امان کے پیغام کے ساتھ پھیلنے والی ہیں

جس طرح روس اور ان کے بڑے باپ پیٹر اعظم کے سمندر کے گرم پانیوں تک روسی افواج کی رسائی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا اس طرح سرخ انقلاب کے دلدادہ بھی اپنی امیدیں ساتھ لے کر ارمانوں بھرے دل اپنی قبروں میں چلے جائیں گے۔ اور خواہی نہ خواہی افغانستان میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی۔ ڈاکٹر نجیب اور ان کے حواری افغانستان سے اپنا بوریا بستر سمیٹ لینگے اور اپنے آقاؤں کے زیر سایہ غلامی کی زندگی بسر کریں گے۔

بقیہ:- اداریہ

جہاں تک جمعیت اسلامی افغانستان کے غیور، نڈر اور سرفروش رہنماؤں اور مجاہدین کا تعلق ہے۔ تو وہ پہلے سے بھی اعلائے کلمۃ اللہ آزادی وطن اور عوام کی خوشحالی کے لئے قربانی دے چکے ہیں اور ہر محاذ و ہر میدان میں صف اول میں شامل ہیں۔ آئندہ بھی کسی کرسی و اقتدار کی خاطر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضاء عوام کی رفاہ اور افغانستان کی تعمیرنو کی خاطر پہلے سے کہیں زیادہ خدمت اور قربانی دینے کے لئے دریغ نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہمارا اصل مقصد کرسی و اقتدار نہیں بلکہ ہمارا اصل مقصد پیارے ملک افغانستان میں عدل و انصاف پر مبنی ایک اسلامی حکومت کا قیام، افغانستان کے زجر دیدہ مسلمان عوام کی خدمت اور تباہ شدہ افغانستان کا ازسرنو آبادی کا ہے۔ ہمارا فرد فرد افغانستان کی ترقی، عوام کی خوشحالی اور نظام اسلام کے نفاذ کی خاطر جدو جہد کرتے رہیں گے۔

افغان اسلامی اتحاد اور مشاورتی کونسل کے ارکان
کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر عزت مآب

غلام اسحٰق خان کی مبارکباد

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر جناب غلام اسحاق خان نے افغان مجاہدین کے اسلامی اتحاد اور افغان شوریٰ کے ارکان کو ان کے کامیاب مذاکرات پر مبارکباد دی ہے۔

افغان شوریٰ کے نام ایک پیغام میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ کامیابی افغان عوام کی امنگوں کے عین مطابق افغان مسئلے کے جامع تصفیے کی جانب ایک نمایاں پیش رفت ہے۔

صدر نے کہا کہ شوریٰ کی کارروائی کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجاہدین سیاسی تصفیے کو کس قدر اہمیت دیتے ہیں۔ اس سے افغان کی بھاری اکثریت کی رائے کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

انہوں نے اپنے پیغام کے آخر میں امید ظاہر کی کہ ایران میں مقیم افغان مجاہدین کی جماعتیں بھی عبوری انتظامات میں حصہ لیں گی۔ جن کے بارے میں افغان شوریٰ میں بھی اتفاق رائے ہوا ہے۔

اسلامی اتحاد اور افغان شوریٰ کے ارکان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی

وزیرِ اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی مبارکباد

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے افغان مجاہدین کے اسلامی اتحاد اور مشاورتی کونسل کے تمام ارکان کو ان کے مذاکرات کی کامیابی پر دلی مبارکباد دی ہے۔

ٹوکیو سے افغان مجاہدین کے اتحاد کے سپریم کونسل اور شوریٰ کے ارکان کے نام ایک پیغام میں وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ دنیا پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ افغانستان کے دلیر عوام، جنہوں نے ملک کی آزادی کے لئے جدو جہد کی، دانشمندانہ سیاست کے بھی پوری طرح اہل ہیں۔

عبد المجیب ہمدرد

بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

۱۶ر اپریل ۱۹۷۸ء کو افغانستان میں سیاسی تبدیلی رونما ہونے کے بعد ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۹ء کو جب سرخ سامراج نے افغانستان پر اپنی فوجی یلغار شروع کر دی تو انہوں نے یہ سوچ رکھا تھا کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر افغانستان میں اسلامی تحریک کو دبا کر افغانستان کو روس کے جغرافیائی حدود میں شامل کریں گے دوسری جانب اہل دنیا کے لئے یہ تصور کرنا بھی محال تھا کہ روس کبھی افغانستان سے نکل بھی سکتا ہے سب اسی سوچ میں پڑے تھے کہ روس نے افغانستان کو بھی موجودہ روسی ترکستان کی طرح تر نوالہ بنا لیا ہے مگر ہمارے جیالے اور شاہین صفت مجاہد عوام نے اپنے اسلاف کی تابناک تاریخ پر آنچ نہ آنے کی غرض سے ایک بار پھر ماضی کی تاریخ کو دہرانے کا پختہ عزم کر لیا اور ایک نہایت بے سروسامانی کی حالت میں صرف اپنے باری تعالٰی پر بھروسہ کرتے ہوئے قطب شمال کے وحشی ریچھ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے بھاگ نکلے گا۔ ہم نے جو راستہ اختیار کر رکھا تھا وہ حق کی بنیاد پر تھا اور جیت ہمیشہ حق کی ہی ہوتی ہے ہاں! یہ درست ہے کہ روسیوں نے لگاتار نو برس افغان عوام کے ساتھ جس وحشت اور ظلم کو روا اور اپنے جہاد کے ابتدائی ایام ہی میں ان کے پلید عزائم کو پورا نہ ہونے دیا۔ جنگی محاذوں پر ایسی شکست دی کہ وہ پولینڈ میں اپنی پٹائی کو بھول گئے۔

دنیا یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ روس ۹ سال مسلسل افغانستان میں نہتے عوام کو اپنے جبر و تشدد کا شکار بنانے اور ان کے مقدس لہو سے ہولی کھیلنے کے بعد یا یوں کہیئے کہ افغانستان کی معیشت کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے بعد بالآخر روس افغانستان چھوڑ بھی سکتا ہے ہمیں علم تھا اور ہمارا دل گواہی دے رہا تھا۔ کہ اگر ہم عزم و استقامت کے ساتھ اسلام دشمن روسیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں تو ایک نہ ایک دن روس ہمارا ملک ضرور چھوڑ کر رکھا۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملے گی۔ ان کی ظلم و زیادتی کے باعث ہمارے نہتے عوام کو جہاد جاری رکھنے کے لئے گھر بار چھوڑنا پڑا۔ چنانچہ ہمارے لٹے پٹے افغان مہاجرین جوق در جوق تین تین، چار چار مہینوں کا کٹھن اور پُر خطر طویل راستہ پیدل سفر کرتے ہوئے اپنے ہمسایہ اسلامی ملکوں پاکستان اور ایران پہنچے جہاں انہیں انسانی ہمدردی اور اسلامی اخوت کی بنا پر پناہ دی گئی۔ آج کل کراچی سے لے کر درۂ خیبر اور وادی بولان سے لے کر چترال کے وسیع و عریض علاقوں میں ہمارے ۳۵ لاکھ کے لگ بھگ افغان مہاجرین اپنی زندگی کے مشکل ترین

آیام گذار رہے ہیں۔

شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق جو آج ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں انہوں نے افغان جہاد کے بارے میں جو بے مثال کارنامے انجام دیئے شاید اس کی مثال آج تک دنیا کے کسی بھی سربراہ مملکت نے کسی مہاجر کے لئے انجام نہ دی ہو۔ خاص طور پر انہوں نے افغان بھائیوں کو اپنا بھائی سمجھ کر اپنے پاکستانی عوام کو ترغیب دی کہ وہ افغان مہاجرین کی بھرپور امداد کریں۔ یہ انہی کی انتھک محنت کا نتیجہ تھا جہاں ہمیں رہن سہن اور دوسری روزمرہ ضروریات کی فراہمی کا موقع فراہم آیا۔ جناب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ہمارے مصائب و آلام کا بغور جائزہ لیا اور دنیا کے گوشے گوشے میں جاکر روسی جارحیت کے خلاف آواز اٹھائی اور ہماری امداد کے لئے حکومتوں سے تقاضا کیا کہ وہ ہماری امداد کریں۔ صدر شہید جنرل محمد ضیاء الحق نے افغان تنازعے کے بارے میں اپنی مدبرانہ قیادت اور سیادت کے تحت ایک ایسی افغان پالیسی وضع کر رکھی تھی جو بالآخرہ کامیاب ہو کر رہی۔

روسیوں نے بارہا شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کو ڈرایا دھمکایا کہ افغان مہاجرین و مجاہدین کی حمایت سے دست بردار ہو جائے مگر انہوں نے ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور اسلام کے سچے سپاہی ہونے کے ناطے سے روس کے سربراہوں کو دو ٹوک الفاظ میں جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں، میرے ملک کے عوام مسلمان ہیں ان کے سینوں میں خوف خدا اور حب رسول ہے۔ یہ ہمارا اسلامی فریضہ ہے کہ ہم اپنے ستم دیدہ اور رنج کشیدہ افغان بھائیوں کی امداد کریں۔ ہمارے اس ارادے اور عزم میں کوئی حائل نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی راہ میں مر مٹ جانا مسلمانوں کا شیوہ ہے۔ شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا کہ دھمکیاں ہمیں مرعوب نہیں کر سکتی۔ ہم اپنا اسلامی فریضہ ادا کرتے رہیں گے جو کوئی کچھ بھی چاہیں کریں اللہ ہمارے ساتھ ہے

شہید صدر کو شہید اسلام اور شہید جہاد افغانستان کا لقب دیا گیا ہے۔ یہ لقب ان کی صفات کے عین مطابق ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے دن شہدائے بدر کے اعلیٰ درجات سے نوازے ہمارا

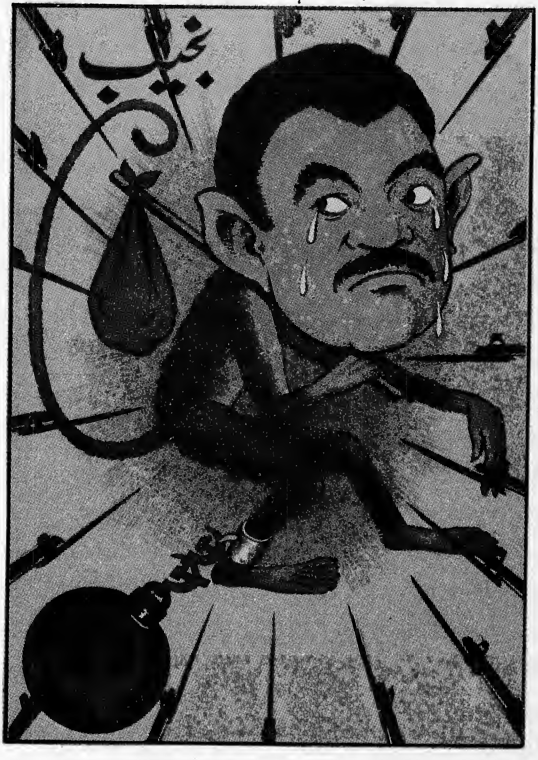

جہاد آج جو اپنی کامیابی کی منزل کے قریب پہنچ چکا ہے یہ کامیابی در حقیقت انہی کی اسلام دوستی کا ثمرہ ہے۔ جب روسیوں نے ہماری بڑھتی ہوئی کامیابیوں کو دیکھا اور اپنے آپ کو خطرے میں محسوس کیا تو انہوں نے اپنی ساکھ پر کوئی آنچ نہ آنے کے لئے مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا اور ایک جانبہ طور پر ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو نام نہاد جنیوا معاہدہ طے پایا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء تک روسی افواج افغانستان سے نکل جائیں گی۔ اب جب کہ روسی افواج افغانستان سے نکل چکی ہیں اور اکثر لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ روسیوں نے جنیوا معاہدے کے تحت افغانستان سے اپنی فوجیں واپس بلالی ہیں در حقیقت روس نے جنیوا معاہدے کے تحت اپنی فوج افغانستان سے نہیں نکالی بلکہ وہ ہمارے مجاہدوں کے ہاتھوں بری شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنی شان اور ساکھ قائم رکھنے کے لئے جنیوا معاہدے کی آڑ لی ہے۔ ہے کوئی جو اس حقیقت سے انکار کرے؟

عالم اسلام کے مسلمانوں کی تاریخ تو ہمیشہ تابناک رہی ہے۔ ماضی میں جب کبھی اسلام دشمن قوتوں نے مسلمانوں سے امتحان لینا چاہا تو فدائیان راہِ حق اور پیروان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کارزار میں اپنی بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دنیا دنگ رہ گئی۔

تاریخ بیسویں صدی کے اس آخری عشرے کے دوران افغانستان میں رونما ہونے والے دلدوز واقعات کو کبھی نہیں بھلائے گی۔ جہاں افغانستان کے باایمان اور باغیرت مسلمان باسیوں نے روسی غاصبوں کو مسلسل نو سال ناکوں چنے چبوائے اور بالآخرہ انہیں ملک بدر کیا یہ واقعہ درحقیقت بیسویں صدی کا ایک معجزہ ہے۔ میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ جب کبھی اور جو کوئی جہادِ افغانستان کا ذکر چھیڑے اور جہاد افغانستان کے موضوع پر جناب شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا نام نہ لے تو میرے خیال میں یہ ان کے ساتھ بہت بڑی بے انصافی ہوگی۔

آج جو کامیابی افغان مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے نصیب فرمائی ہے وہ سب شہید جہاد افغانستان کی وضع کردہ افغان پالیسی اور پاکستانی عوام کی تائید وحمایت کا ثمرہ ہے جناب شہید اور پاکستان کے غیور عوام آخر دم تک افغان پالیسی پر اڑے رہیں۔ داخلی اور بیرونی دباؤ کی پروا کئے بغیر انکا موقف اٹل رہا۔

مردِ مومن مردِ مجاہد شہید ضیاء الحق نے اسلام اور خاص طور پر جہاد افغانستان کے بارے میں بحیثیت ایک صادق مسلمان کے قربانی کی جو مثال پیش کی ہے۔ افغان عوام اسے ہرگز فراموش نہیں کر سکتے۔ جب تک چاند سورج چمکتے رہیں گے امت مسلمہ اور بالخصوص ملت افغان کے دلوں میں شہید جنرل محمد ضیاء الحق کا نام زندہ رہے گا۔

اے کاش: آج ہمارے مدبر قائدِ اسلام شہید جہاد افغانستان جنرل محمد ضیاء الحق ہمارے درمیان موجود ہوتے اور اپنی بابصیرت نگاہوں سے دیکھتے کہ ہمارے دین کا مشترک دشمن افغانستان سے کیسے فرار ہو رہا ہے۔ اور شہید ضیاء کا ارمان پورا ہونے والا ہے خداوند تعالیٰ شہید ضیاء اور ان کے ساتھیوں کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمادے۔

مُطالعۂ حقیقت

محترم سید عبداللہ صاحب سلامت رہو

مدیرِ ماہنامہ "مشعل" پشاور

السلام علیکم ! عرض ہے کہ میں نے ۱۵/۱/۸۹ کو ایک خط ارسال کیا تھا امید ہے کہ وہ آپ کو ملا ہو میں نے جہاد افغان کے بارے میں یہ ایک کہانی سی لکھی ہے۔ ایک دفعہ پڑھنے کی زحمت کریں اس قسم کی تحریر تو "مشعل" میں شائع نہیں ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر معیار کے مطابق ہو اور شائع کرنے کی قابل ہو تو یہ کوشش کریں۔ آئی۔ ایم۔ وائی۔ ڈی کی جانب سے جہادِ افغان میں یہ ایک معمولی سی کوشش ہوگی۔

دس، گیارہ سال پہلے ایک دِن ہم نے ریڈیو پاکستان سے خبروں میں ایک یہ خبر سنی کہ افغانستان کے دارالحکومت کابل میں فائرنگ کی آوازیں آرہی ہیں اور ان فائرنگ کے نتیجے میں افغانستان پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اور آج صبح ۶/۲/۸۹ پر میں نے ریڈیو پاکستان کی خبروں میں یہ خبر سنی کہ کابل شہر میں مجاہدین کی فائرنگ کی وہ آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ جو کابل کے گردو نواح میں جھڑپوں میں ہو رہی ہیں

دُعاگو ہوں کہ یہ آخری مرحلہ جلدی اور نسبتاً پُر امن پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔ ایک سب سے بڑا مسئلہ افغانستان میں بارودی سرنگوں کا ہے۔

اے افغان بچوں تیرے قدموں کی مٹی کو دل چومنا چاہتا ہے۔
خالد اور ابدالی جیسے آپ کے بزرگ گزرے ہیں

جہاد افغانستان زندہ باد والسلام

۶/۲/۸۹ مخلص عبدالمالک مسلم یار

وہ ایک صاف ستھری صبح تھی میں ابھی ابھی نیند سے بیدار ہوا تھا نہانے کے بعد میں ہوٹل کی سب سے اُونچی چھت پر چڑھا تھا۔ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ میں سورج طلوع ہونے کے منظر سے لُطف اندوز ہوسکوں۔ میں کرسی میں مشرق کے رُخ بیٹھا تھا۔ علاقہ پہاڑی تھا۔ پانی کی وافر مقدار کی وجہ سے پہاڑ اور ہموار زمین یکساں سرسبز تھی۔ البتہ پہاڑوں پر درخت اُونچے اونچے اور گھنے تھے۔ دور پہاڑ کے اوٹ سے سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ پھوٹ رہی تھیں۔ میں اس منظر کو دیکھنے میں محو تھا۔ اور فطرت کی رعنائیوں اور حُسن پر اپنی فہم کے مطابق غور کر رہا تھا کہ

اتنے میں ایک بیرے نے میری سوچ کا سلسلہ توڑ دیا۔ اس نے جھک کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ کیا آپ یہاں ناشتہ کرنا پسند کریں گے؟ وہ بھی میرے ساتھ سورج کی طرف دیکھنے لگا۔ ہوٹل میں طویل قیام کی وجہ سے اکثر بیرے مجھ سے خوب واقف ہو چکے تھے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ اگر تم نے یہ خدمت انجام دی تو میں انتہائی مشکور رہوں گا۔ وہ تو ناشتہ لانے کے لئے مڑا لیکن اس کی باتوں سے میرے پہلے سوچ کا سلسلہ بکھر گیا۔ اب میری ساری توجہ ساتھ بیٹھے ہوئے اُن تین آدمیوں کی طرف ہو گئی جو ناشتے کے ساتھ ساتھ کسی اہم موضوع پر تبادلہ خیال بھی کر رہے تھے اُن میں ایک میرا ہم وطن تھا اور پیشے کے اعتبار سے کوئی جرنلسٹ معلوم ہوتا تھا۔ دوسرے دو آدمی شکل، صورت اور لباس سے کسی مشرقی ممالک کے باشندے لگتے تھے۔ اُن کی چند باتیں غور سے سننے کے بعد مجھے یہ سمجھنے میں کچھ دیر نہ لگی کہ یہ افغانی ہیں اور جنگِ افغانستان اِن تینوں کے زیرِ بحث تھی۔

اس دوران میرا ناشتہ بھی آیا میں نے اُن کے بحث میں حصہ لینے کی خاطر اُن کو ناشتے میں شرکت کرنے کی دعوت دی۔ صحافی صاحب نے تو کوئی جواب نہیں دیا البتہ اُن دونوں افغانوں نے بڑی اپنائیت اور مہذب انداز میں میرا شکریہ ادا کیا۔ اُن کی پیشانیوں پر ایک طویل اور تھکا دینے والے سفر کے علامات صاف ظاہر تھیں لیکن اُن کی آنکھوں کی چمک سے یہ عیاں تھا کہ وہ بلند ترین حوصلوں کے مالک ہیں اور اپنے ملک میں اس وقت کی طرح ایک صاف اور حسین صبح کے لئے پُر امید ہیں۔ معمول کی طرح میرا ناشتہ بہت مختصر تھا اس لئے ہم سب نے ایک ساتھ ناشتے سے ہاتھ کھینچ لئے۔ میں مزید خاموشی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ میرے ذہن میں جنگِ افغانستان کے بارے میں لا تعداد اور مختلف نوعیت کے سوالات اُٹھے۔ بالآخر میں نے اُن سے پوچھ ہی لیا۔ کہ جنگِ افغانستان کی کیا صورت حال ہے؟ اُن میں سے ایک نے میری طرف دیکھا اور پھر نہایت صاف انگریزی میں بولنا شروع کیا کہ جنگ کی صورتِ حال چاہے کچھ بھی ہو لیکن افغانوں نے نہ کبھی کسی کی غلامی قبول کی ہے اور نہ کبھی کسی کی غلامی قبول کریں گے۔ افغانوں نے سرخ ریچھوں پر دو ٹوک انداز میں واضح کر دیا ہے کہ اس کے آخری حربے ایٹم بم تک کے لئے ہم تیار ہیں۔ اس کے علاوہ جنگ کی صورت حال یہ ہے کہ روسی افواج ہر قسم کے جدید اور بھاری ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ اُن کے مقابلے میں مجاہدین کے پاس عام رائفلیں یا زیادہ سے زیادہ کوئی مشین گنز ہوتی ہیں۔ اس کے باوجود وہ کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ کو اُس وقت تک نہیں جا سکتی ہیں جب تک خود اُن کی حفاظت کے لئے بیسوں ٹینک، بکتر بند گاڑیاں اور فضا میں ہیلی کاپٹر وغیرہ نہ ہو۔ جس طرح

عام افغان جن میں اکثریت، بچوں، خواتین اور بوڑھوں پر مشتمل ہیں۔ پاکستان اور ایران کو ہجرت کر کے کیمپوں میں موسموں کی شدت اور بے سرو سامانی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بالکل اُسی طرح روسی افواج بھی اپنے گھروں اور وطن سے دور دیارِ غیر میں بادل نخواستہ چھاؤنیوں میں بطور محاصرین زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ جنگِ افغانستان کے سبب روس میں بھی بہت کم گھر ایسے ہونگے جو ماتم سے خالی ہو۔ اس دوران مجھ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اس صحافی کا نام ڈبلیو ایچ گرے ہے اور جنہوں نے میونخ یونیورسٹی سے جرنلزم میں ماسٹر ڈگری حاصل کی ہے۔ اس کے علاوہ وہ دو تین دوسرے مضامین بھی ماسٹر ڈگریاں حاصل کر چکے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے پیشے میں نہایت زیرک ہیں۔ وہ ایک عالمی شہرت یافتہ ہفتہ وار جریدے کے سینئر صحافی ہیں جو بون سے بیک وقت کئی زبانوں میں شائع ہوتا ہے یہاں ان باتوں سے ان کا مقصد افغانستان کے بارے میں جزوی معلومات حاصل کرنا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کی خاطر افغانستان کو جانا چاہتے تھے یہ سب کچھ سننے کے بعد میں نے دل میں

اچانک ایک اہم فیصلہ کیا اور وہ یہ کہ میں پاکستان کو جاؤں۔ اگر میں جنگِ افغانستان نہ بھی دیکھ سکوں۔ تو جنگ سے متاثرین یعنی افغان مہاجرین کی حالت سے خوب آگاہ ہو جاؤں گا۔ میں نے سوچا کہ میں جس پہاڑی شہر کو سیر کے لئے آیا ہوں ایک تو میرے اپنے ملک کا حصّہ ہے۔ جہاں میں ہر وقت آسکتا ہوں۔ اور دوسرا یہاں میرے آئے ہوئے کافی دن ہو چکے ہیں۔ میں نے اپنا مُدعا صحافی صاحب کو بیان کیا اور اس سلسلے میں میں نے اُن سے کچھ رہنمائی حاصل کرنے کی درخواست کی جو انہوں نے بخوشی منظور کی۔ انہوں نے مجھ کو ایک کارڈ دیا اور کہا کہ فلاں تاریخ پر آپ مجھ سے بون میں واقع میرے دفتر میں ملیں۔ میں نے فوراً ہوٹل کا حساب بے باق کیا اور بون کو روانہ ہوا۔ میں نے پاکستان جانے کی تیاریاں شروع کیں ویزے کا حصول میرے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ ایک اعلیٰ کوالٹی کا کیمرہ میرے پاس پہلے ہی سے موجود تھا۔ بس اُس کے لئے چند فلمیں خریدیں۔ مقررہ تاریخ پر میں جریدے کے دفتر پہنچا اور اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دی۔ باہمی مشورے سے یہ فیصلہ بھی ہوا کہ یہ سفر پاکستان کے قومی ایئر لائنز پی آئی اے سے کیا جائے۔

ہم بون کے انٹرنیشنل ایرپورٹ کے ٹرمینل میں بیٹھے پی۔ آئی۔ اے کا انتظار کر رہے تھے۔ صحافیوں کی جماعت چار ارکان پر مشتمل تھی۔ اُن کے پاس دو وڈیو کیمرے۔ تین عام مگر کافی طاقتور کیمرے۔ تین ٹیپ ریکارڈرز اور بہت سی فلمیں وغیرہ تھیں۔ اتنے میں پی آئی اے

کا ایک بوئنگ ۷۴۷ رن وے پر لینڈ کرتا ہوا کچھ دیر بعد ہمارے ٹرمینل کے سامنے رُک گیا۔ ہم چونکہ تیار بیٹھے تھے اس لئے مزید کچھ دیر نہ لگی اور جہاز پر چڑھ گئے تھوڑے سے وقفے کے بعد جہاز نے ٹیک آف کیا اور میں نے اپنے شہر کو فضا سے الوداعی نگاہوں سے دیکھا۔ اب میرا ذہن صرف جنگ افغانستان میں محو تھا۔ اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ میرا ذہن بے حد متجسس ہے لیکن اس کے باوجود میں بہت بے پرواہ بھی ہوں۔ میں سوچ رہا تھا کہ دنیا میں رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک دوسری سپر طاقت جس سے یورپ تو کیا امریکہ بھی کسی حد تک خوف محسوس کرتا ہے وہ ملک جو اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصّہ جو اربوں روبل ہیں۔ مختلف اقسام کے تباہ کن ہتھیاروں اور فوجی تربیت پر صرف کرتا ہے وہ ملک جو کمیونزم کا نظام ساری دنیا پر مسلط کرنے کا خواب شروع سے دیکھ رہا ہے۔ انسانیت کی رُو سے ایسا سنگدل ملک جس میں انسان کی حیثیت کسی صورت ایک مشین سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ وہ ملک جس نے ہر قسم کے جدید اور بھاری ہتھیاروں کے ساتھ اپنے سے کئی گنا کم اور دنیا کی نظروں میں ایک غریب اور پسماندہ ملک پر عسکری چڑھائی کی ہے اور اب تک تقریباً پچیس لاکھ فوجیوں کو وقفے وقفے سے میدانِ جنگ میں دھکیل دیئے ہیں اور اب آٹھ نو سال بعد اس جنگ کو رِستا ہوا ناسور کا نام دیتا ہے اور اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے مذاکرات اور معاہدوں کا سہارا لے رہا ہے۔ میں حیران تھا کہ اس سپر طاقت کا واسطہ کیسی قوم سے پڑا ہے۔ میں اُس قوم کو قریب سے دیکھنے کے لئے یہ طویل سفر طے کرنے پر آمادہ ہوا۔ جو میرے لئے مالی اور جسمانی دونوں

لحاظ سے کچھ تکلیف دہ تھا۔ کیونکہ میرا ارادہ مختلف مقامات پر مہاجر کیمپوں کو دیکھنے کا تھا۔ میں نے یہ بھی سنا تھا کہ افغان انتظامیہ کے بمبار نگ طیارے جو روسی ہوا باز ہی اُڑاتے ہیں آئے دن پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کر کے افغان مہاجر کیمپوں پر بم برساتے ہیں اور اس طرح کے جی۔بی کے ایجنٹ دھماکے کرتے ہیں اور بارودی سرنگیں بچھاتے ہیں۔ میں نے افغانستان کے بارے میں سب سے بڑی جو خبر سنی تھی وہ یہ کہ افغانستان دنیا کے پسماندہ ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن میرے ضمیر نے مجھ کو جواب دیا کہ یہ جھوٹ ہے کہ افغانستان ایک پسماندہ ترین ملک ہے۔ پسماندہ ملک کے باشندے بھی پسماندہ ہوتے ہیں۔ پسماندہ ملک کے باشندوں کے اذہان بھی پسماندہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ کیسی پسماندہ قوم ہے جس نے دنیا کے ایک ایسے ملک کو شکست سے دوچار کیا جو اربوں روبل تعلیم، تحقیق، سائنسدانوں اور کمیونسٹ نظریے کے دانشوروں پر خرچ کرتا ہے میں سوچ رہا تھا کہ اگر پسماندگی کا معنی یہ ہو کہ اگر جدید ٹینک اور طیارے پر ایک فرسودہ رائفل یا مشین گن غالب آسکتا ہے تو پھر ترقی یافتہ کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ میرا ذہن ہرگز اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھا کہ افغان ایک پسماندہ قوم ہے۔ میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ کسی اچھی چیز کا حصول اتنا اہم نہیں ہوتا ہے۔ جتنا کسی چیز کو اچھے طریقے سے استعمال کرنا اہم ہے اور اس حقیقت اور اہمیت کا جو مظاہرہ آج کل افغان قوم جس شاندار انداز میں کر رہی ہے اس کی مثال تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ہے۔ ان لمحات میں ایئر ہوسٹس نے ناشتہ لایا اس کے لئے میں نے خود کو دوسری تمام سوچوں سے آزاد کرایا۔ میں نے بین الاقوامی ایئر لائنز میں کچھ زیادہ سفر نہیں کیا ہے۔ کہ پی۔ آئی۔ اے اور دوسری ایئرلائنز کا موازنہ کر سکا۔ لیکن میں نے پی۔ آئی اے کی خدمت، صفائی، اخلاق اور کھانا وغیرہ میں کوئی کمی محسوس نہیں کی ناشتے کے بعد میں نے باقی تمام سفر اخبارات اور رسائل کے مطالعے میں گزارا۔ اُن میں دنیا بھر کے تقریباً تمام اہم اخبارات اور رسائل شامل تھے۔ ان میں جس بات کا مجھے شدت سے احساس ہوا وہ یہ کہ ان میں جنگِ افغانستان کے بارے میں کوئی قابلِ ذکر مضمون، تبصرہ یا خبر نہیں تھی۔ حالانکہ موجودہ وقت میں تباہی کے لحاظ سے یہ دنیا کی سب سے بڑی جنگ ہے۔ میں ایک میگزین کی ورق گردانی میں مصروف تھا کہ میرے کانوں میں یہ آواز آئی۔ جہاز کراچی کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر اُترنے والا ہے میں نے فوراً میگزین رکھا اور لینڈنگ کے لئے خود کو ذہنی طور پر تیار کیا۔ جہاز سے اُترنے کے بعد ہم نے سب سے پہلا جو کام کیا وہ یہ معلوم کرنا تھا کہ پشاور جانے والی پرواز میں ہم کو جگہ ملے گی یا نہیں؟ ہمیں پہلے ہی بتایا گیا تھا کہ بعد از دوپہر کراچی سے پشاور کو روزانہ پی آئی اے کی ایک پرواز ہوتی ہے۔ خوش قسمتی سے جہاز میں سیٹ بُک کرانے میں ہمیں کوئی خاص دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

ایئرپورٹ ہی پر کھانا کھانے کے بعد ہم نے کچھ دیر آرام کیا۔ تقریباً اڑھائی بجے ہم اپنی آخری منزل یعنی پشاور کے لئے پھر جہاز میں سوار ہوئے اور اڑھائی پونے تین گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد میں نے یہ آواز سنی کہ جہاز پشاور کے ایئرپورٹ پر لینڈنگ کرنے والا ہے۔ پشاور جس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ جنگِ افغانستان سے پاکستان کا جو شہر سب سے زیادہ متاثر ہو رہا ہے وہ پشاور ہے۔ جہاز سے اترنے کے بعد ہم تقریباً آدھا گھنٹے کی مسافت طے کر کے اپنے مطلوبہ ہوٹل کو پہنچ گئے۔ ہم سیدھے مینجر کے دفتر گئے ایڈریس وغیرہ درج کرتے ہوئے مینجر کو بھی بخوبی اندازہ ہوا کہ ہم کس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ ڈبلیو۔ ایچ گرے ایک صحافی تھے اور ہر صحافی کا ذہن ہر وقت کسی نہ کسی نئی خبر حاصل کرنے کے لئے بے چین رہتا ہے۔ فوراً مینجر سے پوچھا کہ پشاور کا کیا حال ہے؟ مینجر نے جواب میں کہا آج صبح دو مقامات پر کے جی بی کے ایجنٹوں نے دو دھماکے کئے ہیں اُس کے فوراً بعد ہم کمرے میں گئے۔ نہائے اور

سجدۂ شکر

خواجہ محمد اسلم

فتح و نصرت ملی ہے اب افغانوں کو قرنِ اُولیٰ و بدر کے حُدی خوانوں کو
چھا گئے ہر جگہ مانندِ سیلِ بلا، وہ سچ کر دیا ہے نبیؐ کے فرمانوں کو
خوں سے عبارت کی تُو نے نویدِ رسولؐ ہلا کے رکھ دیا ہے کابل کے ایوانوں کو
بھول گیا تیرے خونِ پاکیزہ کا چلن وہ دہریت مُڑ مُڑ کے دیکھتی ہے تیرے جوانوں کو
خاک شفا بنی ہے تیرے پاؤں کی دھول فخر ہے تیری ذات پہ دُنیا کے مسلمانوں کو
لاج رکھ لی تُو نے ہے فاطمہؓ کے لال کی طاقتِ یزید سلام کرتی ہے تیرے پروانوں کو
سر کٹا تیرا مگر وہ جھک نہ سکا اب تک کون مٹا سکتا ہے محمدؐ کے دیوانوں کو

کاش میں بھی شامل ہوتا شہدائے خوست میں
سوچتا ہوں پوچھتا ہوں اسلم میں اپنے ارمانوں کو

رات کا کھانا جلدی کھا کر تھکاوٹ کی وجہ سے سو گئے۔

جب ہم صبح بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ ہوٹل میں ہر قسم کی سہولت موجود تھی۔ ناشتے کے دوران مسٹر گرے نے مجھ کو کہا آپ کو جہاں جہاں جانا چاہیئے اُن کی مکمل معلومات میں آپ کے لئے کسی سے حاصل کروں گا اور اُس کے علاوہ ویسے بھی ہمارے راستے الگ الگ ہیں میں نے اُن کو کہا کہ یہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اُن کا اپنا پروگرام یہ تھا کہ پہلے اُن مقامات کو جائیں۔ جہاں کل دھماکے ہوئے تھے۔ ناشتہ کرنے کے بعد ہم پیدل ہی ہوٹل سے روانہ ہوئے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو مجھ کو یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ وہ ہوٹل مکمل تباہ ہونے کے باوجود ارد گرد کے لوگ معمول کے مطابق اپنے کاروبار میں مصروف تھے۔ وہاں خوف، ڈر اور دہشت کے کوئی آثار نہیں تھے۔ چند تصاویر لینے کے بعد ہم آہستہ آہستہ پیدل کسی دفتر کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم مختلف بازاروں سے ہوتے ہوئے کافی دیر بعد ایک دفتر کو پہنچ گئے۔ دفتر میں داخل ہو کر ناواقفیت کے باوجود انہوں نے گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا۔ پھر مسٹر گرے نے اُن سے اپنا تعارف مختصر طور پر کیا اور دو تین رقعے اور دیگر کاغذات دکھائے۔ مسٹر گرے نے اُن کو میرے لئے چند انگریزی رسائل دینے کے لئے کہا اور ساتھ ہی یہ گزارش کی کہ ایک نقشہ چاہیئے جو بڑے بڑے مہاجر کیمپوں کے بارے میں ہو۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد مجھے پانچ چھ رسائل اور ایک نقشہ ملا وہ نقشہ پشاور کے گرد و نواح کے تمام اور صوبے کے دیگر بڑے بڑے کیمپوں اور ہسپتالوں پر مشتمل تھا۔ مسٹر گرے نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر میری لائق مزید کوئی خدمت ہو تو تیار ہوں۔ میں نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور چاروں صحافیوں سے الوداعی مصافحہ کر کے دفتر سے نکلا دفتر کے باہر میں نے نقشے پر ایک سرسری نگاہ ڈالی اور پہلے پشاور کے گرد و نواح میں واقع کیمپوں کو دیکھنے کا فیصلہ کیا۔ دو تین دنوں میں۔ میں نے نقشے کی مدد سے وہ تمام کیمپ دیکھے۔ رات دیر تک میں اُن رسائل کے مطالعے میں مصروف رہتا تھا۔ میں جس کیمپ میں جس شخص سے بھی ملتا وہ مجھ سے بہت اپنائیت سے ملتا تھا افغانوں

کے بارے میں میرا پہلا جو تاثر قائم ہوا وہ یہ کہ افغان انسانیت سے بہت محبت کرتے ہیں۔ کسی عام دیہات یا شہر اور بے وطن لٹے ہوئے مہاجر کیمپ میں، میں نے زمین، آسمان کا فرق محسوس کیا۔ کیمپوں میں اشیائے ضروریاتِ زندگی کی چھوٹی چھوٹی دکانوں پر مشتمل چھوٹے چھوٹے بازار تھے۔ مساجد اور سکول تھے۔ خریدار اپنی بساط کے مطابق خریداری میں مصروف رہتے تھے۔ مساجد عبادت گزاروں اور سکول طلباء سے بھرے رہتے تھے کیمپوں میں موجود ہوٹلوں میں چائے کا دور برابر جاری رہتا اُس دوران چائے پینے والوں کا موضوع بھی اکثر جنگِ افغانستان ہوتا تھا۔ ان سب کچھ کے باوجود ہر چیز پر خاموشی اور اُداسی چھائی ہوئی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کے انسان تو کیا جانور اور بے جان اشیاء بھی اپنے وطن کی جدائی کے سبب بے چین ہیں۔ ہر طرف ایک نامعلوم دُکھ درد اور بے قراری بکھری ہوئی تھی۔ لیکن میں نے یہاں مایوسی پر اُمید بہت ہی غالب پایا۔ ایک کیمپ میں ایک درخت کے نیچے چار پانچ لڑکے جن کی عمریں آٹھ نو برس تھیں، کھڑے تھے اور آزادی کی ایک نظم بہت پُرجوش اور سریلی انداز میں گا رہے تھے۔ کسی سے پوچھنے پر اُس نظم کا مفہوم معلوم ہوا وہ یہ کہ ہمارا واسطہ ایک ایسے دشمن سے پڑا ہے جو نہ جنگ کے اصولوں سے واقف ہے اور نہ انسانیت کی قدروں سے آشنا ہے۔ ہم ہارنے والے نہیں ہیں اور آزادی کی قیمت سے خوب واقف ہیں۔ افغانستان کے پہاڑوں کی چوٹیاں شہنشاہوں کے تختوں سے زیادہ قیمتی اور قابلِ احترام ہیں اور ان کی قدر صرف ہم جانتے ہیں۔ اب ہم نہ صرف اپنی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں بلکہ دشمن کو آزادی اور انسانیت کا درس بھی دیتے ہیں۔ ہم آزاد تھے اور آزاد رہیں گے یہ سننے پر میری سوچ فوراً سوویت یونین کی اُن

بچند ریاستوں کی طرف گئی۔ جہاں کے عوام نے آزادی حاصل کرنے کی کوشش شروع کی ہے۔ سوویت معاشرے میں جہاں کوئی اپنے گھر کے کمرے میں بھی حکومت کے خلاف ایک لفظ تک نہیں کہہ سکتا تھا۔ آج مختلف ریاستوں اور شہروں میں لاکھوں کی تعداد میں عوام سڑکوں پر نکل کر حکومت کی چند ایک پالیسیوں کے خلاف کچھ نہ کچھ اظہار نفرت کرتے ہیں۔ سوویت یونین کی موجودہ قیادت کمیونزم کے تنگ، تاریک حصار سے کچھ نہ کچھ باہر آنے پر مجبور دکھائی دیتی ہے میں نے مختلف کیمپوں میں بہت سی تصاویر لیں۔ مجھ کو جنگ کے بارے میں مزید مسائل ملے ایک جگہ افغان مہاجرین کے ہوٹلوں میں جنگ کی ویڈیو فلمیں دکھائی جا رہی تھیں۔ میں اُن ہوٹلوں میں چائے بھی پیتا تھا اور فلمیں بھی دیکھتا تھا فلموں سے صاف ظاہر تھا کہ روسی فوجیوں پر سخت خوف طاری ہے اور وہ بادل نخواستہ جنگ لڑ رہے ہیں حالانکہ اسلحہ کے لحاظ سے وہ مجاہدین ۱:۱۰۰۰ ایک نسبت ایک ہزار سے بھی زیادہ طاقتور اور قوی ہیں۔ وہ ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں سے اترنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اُن کے مقابلے میں مجاہدین بہت حوصلے دلیری اور دل جمعی سے لڑتے ہیں مجاہدین کے پاس عام طور پر وہ اسلحہ ہوتا ہے جو دورِ جدید میں اور خاص کر روس جیسے طاقت کے مقابلے میں فرسودہ اور انتہائی کم طاقت کا تصور کیا جاتا ہے اُن علاقوں میں افغانوں کے لئے چند چھوٹے چھوٹے ہسپتال جو مختلف ممالک اور دوسرے عالمی ادارے چلاتے ہیں واقع ہیں۔ جب میں ایک ہسپتال میں داخل ہوا تو مجھ پر سرخ ریچھوں کے بربریت اور مظالم پوری طرح آشکارا ہوئے۔ میں نے وہاں سب زخمی ایسی حالت میں دیکھے جو تکلیف اور زخم کے لحاظ سے ہر ایک دوسرے سے زیادہ تھا ایک نوجوان جس کا تقریباً پورا جسم بُری طرح جُھلس گیا تھا۔ وہ ایک نامعلوم قسم کے ہتھیار کا شکار ہوا تھا۔ ایک سات سال کا لڑکا جس کا ایک ہاتھ کلائی سے کٹ چکا تھا کہا کہ ایک دن میں اپنی کھیت میں جا رہا تھا کہ میں نے وہاں زمین پر پڑا ہوا پلاسٹک کا ایک خوبصورت پرندہ دیکھا۔ میں خوشی سے اُس کی طرف گیا اور اُسے اُٹھانا چاہا۔ جونہی میں نے اُسے ہاتھ لگایا تو اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور پھر مجھ کو کچھ پتہ نہ چل سکا میں نے دل ہی دل میں کہا کہ وحشیوں کی وحشت کا کتنا پیارا انداز ہے اُس کے ساتھ مجھ کو یہ خیال بھی آیا کہ افغان بچوں کو معذور اور اپاہج بنانے کے لئے سوویت سائنسدانان کس کس انداز میں سوچتے ہیں۔ کیا کیا منصوبے بناتے ہیں اور کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی وہ کچھ خاص کامیابی نہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ ایسے چھوٹے بچوں سے اتنے بڑے سائنسدانوں کے اِن ڈائرکٹ مقابلے کرنے پر اُن کو شرم آنی چاہئیے۔ ایک اور آدمی جس کی ایک ٹانگ بارودی سرنگ کے پھٹنے سے گھٹنوں تک کٹ چکی تھی اور زخم اب بھی تازہ تھا لیکن وہ بہت پُر وقار انداز میں بیڈ پر لیٹا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں تسبیح تھے اور بہت پُرعزم لہجے میں گفتگو کر رہا تھا کہا کہ میں نے بہت سے معرکوں میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اور اب بھی میری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ میں پھر کسی نہ کسی طریقے سے محاذ پر جانے کے قابل ہو جاؤں۔ میں نے وہاں ایک ناقابلِ یقین بات سنی وہ یہ کہ افغانستان میں مجاہدین کے ایک مرکز میں ایک ایسا بلند ہمت مجاہد بھی موجود ہے کہ لڑائی کے دوران اُس کی ایک ٹانگ ضائع ہوئی ہے۔ اور اب وہ مصنوعی ٹانگ پر محاذ پر جاتا ہے اور مرکز میں دوسرے مجاہدین کو عسکری تربیت بھی دیتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ میرا ذہن بہت متجسس ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں بہت بے پرواہ بھی ہوں ان حالات کو دیکھنے کے سبب میری لاپرواہی ہمیشہ کے لئے ختم ہونا یقینی ہو گئی۔ مجھ کو یہ اندازہ بھی ہوا کہ افغانستان میں جو واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ ان واقعات کے مطابق خبریں دوسرے ممالک کو دس فیصد بھی نہیں پہنچتی ہیں اُس کی تو ایک وجہ یہ ہے کہ یہ جنگ باقاعدہ

وہ آزاد ممالک کے درمیان نہیں لڑی جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ روس تو اُن واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوششیں کرتا ہے اور دوسرے ممالک کے خبر رساں اداروں کے نمائندے افغانستان کو جا نہیں سکتے ہیں اور نہ مجاہدین کے اپنے ذرائع ابلاغ اتنے زیادہ ہیں کہ وہ سب کچھ شائع یا نشر کر کے باقی ساری دنیا کو پہنچائے میں کیمپ سے باہر مقامی اور مہاجر میں کوئی تمیز نہیں کر سکتا تھا۔ اگر کیمپ کے اندر بھی میں مہاجر کو پہچانتا تو وہ بس صرف اس لحاظ سے کہ کیمپ میں مہاجرین ہی رہتے ہیں۔ اُس کا ذکر میں نے ایک رات اپنے ہوٹل کے منیجر سے کیا تو انہوں نے مجھ کو بہت تفصیلی اور تسلی بخش جواب دیا اور کہا کہ افغان مہاجرین اور ان مقامی لوگوں کی ثقافت، تہذیب اور زبان ایک جیسی ہے اور پھر سب سے بڑھ کر ہمارا خالق ایک ہے ہمارا رسولؐ ایک ہے، ہماری کتاب قرآن مجید ایک ہے۔ ہم سب بحیثیت مسلمان اس عظیم رشتے میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں جو کسی رنگ، نسل اور جغرافیائی حدود کی پابندی سے بہت ہی بالاتر ہے آپ تو کیا ہم خود بھی یہ شناخت نہیں کر سکتے ہیں کہ مہاجر کون ہے؟ اور مقامی کون ہے؟ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ مہاجرین بے حد قابلِ احترام ہیں اور اگر اس مہاجرت میں وہ تقدس اور عظمت شامل نہ ہوتی جو ہمارے دین اسلام نے ان مہاجرین کو دی ہے تو پھر ان کو مہاجر کہنے پر ہم خود شرم محسوس کرتے ہوں گے۔ ہاں یہ درست ہے کہ یہ لوگ دنیا میں مسلمانوں کے اس خطے سے تعلق رکھتے ہیں جسے افغانستان کہا جاتا ہے وہ ان کے آبا اجداد کی ملکیت ہے وہاں ان کے اپنے گھر میں اپنی جائیدادیں ہیں اپنے گاؤں اور شہر ہیں اور ہر انسان کو اپنے گھر، گاؤں اور وطن سے محبت ایک فطری بات ہے اور اس لحاظ سے یہ اپنے آبائی گھروں، جائیدادوں اور وطن کو ایک دن ضرور واپس چلے جائیں گے اور وہ دن انشاءاللہ اب اتنا دور نہیں ہے۔ ایک دن میں نے پشاور کے ایک انگریزی اخبار میں پڑھا کہ کابل ایئرپورٹ پر مجاہدین کا کامیاب حملہ۔ ایئرپورٹ پر موجود ۳۷ طیارے مکمل طور پر تباہ ہوئے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ دنیا کی کسی بھی جنگ میں بیک وقت یعنی ایک حملے میں اتنی زیادہ تعداد میں طیاروں کی تباہی کا یہ ایک ریکارڈ ہے۔ میں پائی روڈ دیر باجوڑ، کرم اور وزیرستان کو بھی گیا اور وہاں خوب گھوما پھرا۔ سرحد پار سے مجاہدین کی مسلسل کامیابیوں کی خبریں بہت تیزی سے مہاجر کیمپوں کو موصول ہو رہی تھیں۔ جن سے کیمپوں میں موجود لوگوں میں سخت ناگفتہ بہ حالت کے باوجود کافی چہل پہل اور خوشی کا احساس ہو رہا تھا۔ اس دن میں کرم ایجنسی میں تھا۔ تو مجھ کو بتایا گیا کہ وزیرستان میں واقع ایک کیمپ

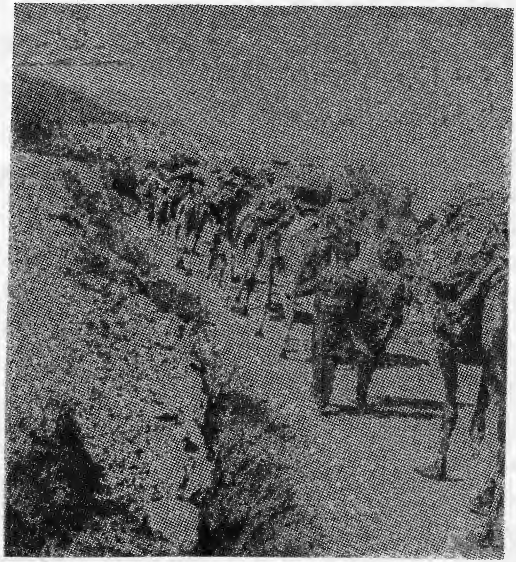

پر روسی ہوا بازوں نے بمباری کیا جس سے بارہ افراد جان بحق ہوئے۔ بعد میں میں نے وہ کیمپ خود بھی دیکھا جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ جس جگہ کا نام مہاجر کیمپ ہو تو پھر وہاں کیا ہو سکتا ہے۔ اور جس پر بمباری بھی ہو جائے۔ سوائے دکھ، بے چینی تباہی، فریاد اور آہوں کے۔ یہ درست ہے کہ یہ سب باتیں یہاں پر بھی تھیں لیکن ان سے کئی گنا زیادہ امید، دلیری شجاعت، بلند حوصلے، عزائم اور وطن کی آزادی کے ولولے اور جذبے۔ افغان ایک شاندار ماضی کے مالک ہیں اور اپنے درخشاں اور مستحکم مستقبل کے لئے مصروف عمل ہیں۔ میں نے جنگ افغانستان خود اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی یعنی میں کسی محاذ پر نہیں گیا۔ لیکن اس سے متاثرین کی حالت، رسائل اور ویڈیو فلموں سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ اس دن اور اس وقت تک سوویت یونین کی ترقی اپنی عروج کو پہنچ چکی تھی۔ جس دن اور جس وقت سوویت افواج افغانستان میں داخل ہونے کے لئے سوویت افغان سرحد پر کھڑی تھیں لیکن اس سے زیادہ کچھ کرنا سوویت یونین کی غیر ضروری خود اعتمادی تھی اور جونہی اس کی افواج نے سرحد پار کر کے افغانستان میں داخل ہو گئیں۔ تو اس وقت سے اس کی ترقی اور عروج زوال پذیر ہونا شروع ہوا۔ اب سب کچھ اس کے خیال کے بالکل برعکس ہو رہا تھا اس کا اپنا خیال یہ تھا کہ جہاں جہاں میری افواج پہنچ جائیں۔ وہاں میرا قبضہ ہوتا جائے گا۔ اور چند ہی دنوں میں میں سارے افغانستان پر قابض ہو جاؤں گا۔ لیکن جوں جوں وہ افغانستان میں بڑھتا گیا اسی طرح وہ اس دلدل میں جکڑ اور پھنستا جاتا رہا اب افغانستان پر قبضہ کرنے کے بجائے افغان قوم وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں کے لئے فکرمند اور پریشان ہے کیونکہ ان ریاستوں میں جہاد افغانستان کے سبب آزادی اور خود مختاری کے جذبات انتہائی تیزی سے ابھر رہے ہیں۔ جو سوویت یونین کے لئے دردِ سر بن رہا ہے، عالمی سطح پر سوویت یونین کا جو رعب اور دبدبہ تھا وہ افغانوں نے خاک میں ملا دیا۔ پولینڈ، چیکوسلواکیہ اور ہنگری وغیرہ کے لوگ بہت خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم سے نہ بھی ہو سکا تو افغانوں نے ہمارے دلوں کی ارمان پوری کر دی۔ سوویت یونین کے اتنے جدید ہتھیار اور اتنی طویل منصوبہ بندی کے باوجود افغان مجاہدین کے ہاتھوں ہر مقام پر نقصان اٹھانا اس حقیقت کا بھی ایک بلا تردید ثبوت ہے کہ کمیونزم معاشرے میں عام لوگوں کی ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھنے کا موقع نہیں دیا جاتا ہے بلکہ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو مزید دبانے کی کوشش ہوتی ہے اور بحیثیت انسان ان کی اپنی تمام سوچ بچار کی قوت ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جب روس اپنے سپاہیوں کو افغانستان لے آتا ہے تو اس بیچارے کو اتنا علم بھی نہیں ہوتا ہے کہ میں کہاں جا رہا ہوں؟ اکثر روسی پائلٹوں کو بھی یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ افغانستان میں کیا ہو رہا ہے؟ اور کون لڑ رہے ہیں؟ حالانکہ وہ اپنے پیشے کے لحاظ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں یہ بٹھایا گیا ہے کہ افغانستان میں پاکستانی، چینی اور امریکن فوج ہے۔ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو مفلوج کر دیا گیا ہے۔ ان میں کسی خاص مقام یا کسی خاص کاروائی جو اچانک پیش آجائے خود فیصلہ کرنے کی قوت نہیں ہوتی ہے

اگر کوئی کاروائی ان کو پہلے سے دیئے گئے پروگرام کے مطابق نہ ہو جائے یا اس میں مجاہدین کوئی رکاوٹ ڈالے تو پھر وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں کہ اب کیا ہوگا؟ وہ صرف اس وقت اپنی خونخواری پر پوری طرح عمل کر سکتے ہیں۔ جب وہ کسی گاؤں کو جائیں اور وہ نہتے اور بے گناہ لوگوں پر جن میں بھی اکثریت بچوں اور خواتین کی ہوتی ہے۔ کشت و خون کا بازار گرم کرے۔ لیکن یہ بھی انسانیت کے تمام اصولوں کے خلاف ہے، یہ نہ دشمنی کا اصول ہے اور نہ جنگ کا اصول ہے کہ مجاہدین سے بھاگ جائیں اور دل بچوں پر ٹھنڈا کرے۔ اس کے برعکس مجاہدین اپنی پوری ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر انتہائی کم طاقت اور فرسودہ اسلحہ سے فیصلہ کن کردار ادا کرنے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں اگرچہ افغان مجاہدین کے پاس کوئی

مجاہدینِ افغانستان کے نام

بڑھے چلو مجاہدو خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہادِ حق نما تمہارے ساتھ ہے

ہر ایک سنگِ راہ کو ٹھوکروں سے ٹال دو — جو رن پڑے شجاعتوں کی داد بے مثال دو!
دلوں سے اپنے خدشۂ شکست بھی نکال دو — مزاحمت کرے عدو تو بڑھ کے سر اچھال دو
مرے عظیم ساتھیو بڑھو کہ قبر کھود کر — سُلا دو تم ابد کی نیند سُرخ سامراج کو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہادِ حق نما تمہارے ساتھ ہے

سبکتگین کی آن ہو تو غزنوی کی شان ہو — جھکا نہیں جو دہر میں وہ دین کا نشان ہو
متاعِ شش جہات کے ہمیں تو پاسبان ہو — جو صاحبِ ایمان ہو تو حاملِ قرآن ہو
جھپٹ پڑو کہ تم تو شہکار کارزار ہو — گلا بلائے سُرخ کا دبوچ کر کے گھونٹ دو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہادِ حق نما تمہارے ساتھ ہے

مسل دو ٹھوکروں سے ہر وجود، پُر فساد کو — کھُرچ کے پھینک دو زمیں سے دھبّہ عناد کو
اٹھا کے پھینک آؤ کہیں سُرخ کیقباد کو — دبا دو کوہسار میں ہر ایک بد نہاد کو
زمین و قوم ملک کو تمہارا انتظار ہے — سبک روی کو چھوڑ دو خدارا تیز گام ہو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہادِ حق نما تمہارے ساتھ ہے

سنبھالو پرچمِ وقار اُٹھاؤ تیغِ پُر غضب — زمیں پہ رہ نہ جائے کوئی پیروکار بولہب
حرم میں گھس پڑے ہیں جو کہ بد نہاد و بے ادب — بچے نہ تیری کاٹ سے کوئی بھی دشمنانِ رب
ایرانیوں کی طرح اب بڑھو پرے جما کے تم — نحوستِ وطن کو تم کھُرچ کھُرچ کے پھینک دو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہاد حق نما تمہارے ساتھ ہے

تمہیں دعائیں دے رہی ہے روحِ سبکتگین کی — اشارے کر رہی ہیں انگلیاں بھی تاشقین کی
قدم قدم پہ تم بنا دو قبر بھی لعین کی — بے دینیت کے خون سے بجھا دو پیاس دین کی
یہ معرکہ ہے دین کا جلال کفر و شرک سے — کمر نہ دیکھو کھولنا کہ تم دمِ جہاد ہو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہاد حق نما تمہارے ساتھ ہے

ہے راہ گرچہ پُر خطر بڑھے چلو چلے چلو — حوادثوں سے بے خبر بڑھے چلو چلے چلو
کفن سجائے دوش پہ بڑھے چلو چلے چلو — ظفر ہے اب قریب تر بڑھے چلو چلے چلو
تم آگ و خون میں تیر کر مثالِ برشِ تیر — جھپٹ کے اشتراکیت کا تم گلا دبوچ لو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہاد حق نما تمہارے ساتھ ہے

اسی کا ہے وہ مستحق یہی اُسے انعام دو — ہے بے لگام تیرگی" اُسے ذرا لگام دو
غلامِ دشمناں کو اب سزائے قتلِ عام دو — پہنچ کے دشمنوں کے سر پہ دین کا پیام دو
تمام باغیانِ امن و آشتی کو دوستو — اُٹھا اُٹھا کے برف کے سمندروں میں پھینک دو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہادِ حق نما تمہارے ساتھ ہے

ہمیں تو اعتماد میں تمہارے ساتھ ہم بھی ہیں — وہ فتنۂ و فساد میں تمہارے ساتھ ہم بھی ہیں
زیاں میں اور مفاد میں تمہارے ساتھ ہم بھی ہیں — فریضۂ جہاد میں تمہارے ساتھ ہم بھی ہیں
تمہاری پُشت پر ہے آج ملتِ براہمی — رُکو نہیں بڑھے چلو نہ تم کسی کا غم کرو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازئ جہادِ حق نما تمہارے ساتھ ہے

تمہیں فریب دے گا کیا وہ اشتراکی اہرمن　　بُھلا نہ پائیں گی تمہیں نوازشات برہمن
ہمالیہ بھی دیکھ لے تمہیں اگر جو تیغ زن　　پگھل کے آب آب وہیں شرم سے ہو دفعتاً
حریف آسماں ہو تم محمدی جوان ہو　　عدو پہ شیر کی طرح گرج کے تم جھپٹ پڑو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازیٔ جہادِ حق نما تمہارے ساتھ ہے

کریملن پہ ڈال دو عزائموں کی تم کمند　　پکڑ کے سُرخ دیو کو بوتلوں میں کر دو بند
"تم ایک ہی زقند میں بخارا اور تاشقند"　　بڑھو کہ بڑھ کے روند دو سلف کے بانکے ارجمند
وظیفہ خوارِ سُرخ کو دبا دو کوئی غار میں　　حدودِ اشتراکیت کو پھاند جاؤ دوستو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازیٔ جہادِ حق نما تمہارے ہاتھ ہے

گہن میں آگئے ہیں جو زمیں کے ماہتاب لو　　بجھے ہیں مادرِ وطن کے جو بھی آفتاب لو
لہو جو بہہ رہا ہے اُس لہو کا تم حساب لو　　کلیجے پہ سوار ہو کے جلد لو شتاب لو
زمین پہ خون خون ہے فضا میں آگ آگ ہے　　بجھا دو سُرخ دوزخوں کو اُٹھ کے اے مجاہدو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازیٔ جہادِ حق نما تمہارے ہاتھ ہے

تمہارے کارِ خیر کو دوام ہی دوام ہے　　تمہارے لئے خلد میں بڑا ہی اہتمام ہے
دُعا کے ساتھ برقؔ کا حقیر سا پیام ہے　　تمہاری سرفروشیوں پہ چرخ کا سلام ہے
وطن کے جعفروں کو بھاگنے نہ دینا ساتھیو　　ستمگروں کو گھیر کے ضرور سر اُتار لو

خدا تمہارے ساتھ ہے
وہ بازیٔ جہادِ حق نما تمہارے ساتھ ہے

خاص مادی وسائل نہیں ہوتے ہیں لیکن وہ ایک آزاد معاشرے کے باشندے اور آزاد ذہن کے مالک ضرور ہیں وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو خود اپنے کام میں لا سکتے ہیں اور وہ عین وقت پر حالات کے مطابق اپنے حق میں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ جنگ افغان میں روسی افواج کی ناکامی اور اُن پر مجاہدین کی برتری کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ کمیونزم نظام ایسا ہے کہ اُس میں انسان کی ذہنی صلاحیتیں سلب کی جاتی ہیں۔ میں ساؤتھ وزیرستان کے ایک مہاجر کیمپ میں ایک چھوٹے سے ہوٹل میں بیٹھا تھا اور چائے پینے میں مصروف تھا کہ ایک چھوٹا افغان بچہ آیا اور مجھ کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔ اُس کی مسکرانے کی وجہ تو مجھ کو معلوم نہ ہو سکی لیکن اُس کی وہ ادا مجھ کو بے حد پسند آئی۔ میرا دل بے اختیار چاہا کہ اُٹھوں اور اس بچے کو اگر پوری آزاد دنیا کی طرف نہیں تو کم از کم ایک آزاد ملک کے ایک آزاد باشندے کی حیثیت سے سلام کروں کیونکہ یہ اتنی چھوٹی عمر میں اپنے ملک کی آزادی کی خاطر اپنی بساط سے بے پناہ زیادہ مصائب، مشکلات ہنسی خوشی برداشت کر رہا ہے یہ آزادی کے قدردان۔ اگر دنیا کی کوئی بھی سپر طاقت یہ دعویٰ کرے کہ میں ان لوگوں کو غلام بناؤں تو ناممکن ہے یہ اُس کی غلطفہمی ہوگی۔ پھر میں نے اُس بچے کی مختلف انداز میں کئی تصاویر لیں۔ ایک تصویر میں وہ اپنے روایتی لباس میں کلاہ اور لُنگی باندھے کھڑا ہے اور اُس کے ہاتھ میں کلاشنکوف ہے۔ ان بیس دنوں میں میرے ذہن نے عملاً یہ تسلیم کر لیا کہ جیسا روسی لغت میں لفظ "دوستی" نہیں ہے بالکل اُسی طرح افغانی لغت میں لفظ "غلامی" اور ہتھیار ڈالنا نہیں ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ میں بھی اِن مہاجرین کے ساتھ انہی کیمپوں میں مجاہدین کی مکمل اور آخری فتح تک رہوں لیکن پہلے سے دو طرفہ ٹکٹ لینے کی وجہ سے اگلے دن مجھکو واپس بون جانا تھا۔

افغان بچے اللہ اکبر کا فلک شگاف نعرے بلند کر رہے ہیں۔

محمد ہمایوں فائز

— طنزیہ —

گوربا چوف کیوں؟

سوال :- گورباچوف پر نوٹ لکھیں نیز گور، با اور چوف کی الگ الگ وضاحت کریں۔

جواب :- گورباچوف ۔ یہ ایک ایسا درندہ ہے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور براعظم ایشیا کے ایک وسیع جنگل میں رہتا ہے۔ جسے "روس جنگل" کہتے ہیں۔ اس کے سر پہ عجیب طرح کا ایک نشان بھی ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ کسی زمانے میں اس کے سر پہ ایک عدد سینگ ہوا کرتا تھا۔ جو کہ بعداً کسی جھگڑے کے نتیجے میں جڑ سے اکھڑ گیا اور نتیجتاً یہ داغ پیشانی پر رہ گیا۔ عم

وقت رخصت نشانی جو طلب کی تو بولے
داغ جدائی کافی ہے۔ اگر یاد رہے

بعض لوگ اسے قطبی ریچھ بھی کہتے ہیں اور اس کا رنگ سُرخ بھی بتایا جاتا ہے۔

سلوتریوں (ماہر حیوانات) کے کہنے کے مطابق یہ اس کا قدرتی رنگ نہیں بلکہ دوسروں کا خون کر کے یہ رنگ اس کو چڑھ گیا ہے یہ ایک بالدار جانور ہے مگر پڑوسی علاقوں مثلاً افغانستان کے پہنچائے ہوئے دکھوں کی تاب نہ لاکر تقریباً فارغ البال ہو چکا ہے۔ وہاں (افغانستان) یہ شکار کرنے گیا تھا۔ کہتے ہیں۔ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو وہ شہر کا رُخ کرتا ہے۔ گورباچوف کی جب شامت آئی تو وہ افغانستان کی طرف نکل گیا۔ ... کبھی کبھار یہ کاٹتا بھی ہے بلکہ اکثر کاٹتا ہے یعنی چیر پھاڑ والا جانور ہے۔ کبھی کبھار یہ اپنے ہم نسلوں کو بھی شکار کرتا ہے۔ ہم نسلوں کو شکار کرنے کے بعد سائبیریا نامی جگہ پر اکٹھا کرتا ہے ....—

جس طرح ہر جانور کا دشمن ہوتا ہے ایسی طرح اس کا بھی دشمن موجود ہے... ریگن.... بُش کا باپ۔ ظاہر ہے جب باپ دشمن ہوا تو بیٹا بھی لازماً دشمن ہوگا ویسے یہ بھی کچھ کم خطرناک درندہ نہیں۔ بنیادی طور پر یہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن تو نہیں۔ کیونکہ دونوں تقریباً ایک جیسی خصوصیات کے حامل ہیں .... بس بُش ذرا رہتا امریکہ نامی جنگل میں ہے اور یہ دونوں شکار بھی ایک ہی طرح سے کھیلتے ہیں۔ انسان ان کا پسندیدہ شکار ہے۔ اکثر آبادیوں کی طرف نکل جاتے ہیں اور کبھی کبھار ایک ہی شکار پر جھپٹنے کی وجہ سے دونوں میں ہاتھا پائی بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن کچھ دیر تک غرّانے کے بعد صلح کر لیتے ہیں اور دوسرا کوئی اور غیر متنازعہ شکار ڈھونڈنے نکل جاتے ہیں۔ ہم نے بتایا کہ اپنے جنس کے علاوہ یہ درندہ انسانوں کو بھی اکثر و بیشتر شکار کرتا ہے۔ خاص کر معصوم بچوں کی چیخ و پکار سے بہت لطف اندوز ہوتا ہے

اس درندے کا نام تین الفاظ کے مرکب سے بنا ہے جو کہ گور، با اور

حروف ہیں۔ جن کو ملا کر پڑھنے سے گوربا چوف بنتا ہے اب ہم ہر لفظ کی الگ الگ تعریف کرتے ہیں۔

۱۔ گور :۔ گور فارسی لفظ ہے جو کہ اردو اور پشتو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں۔ قبر۔ یعنی اندھیری قبر۔ آپ حیران ہو رہے ہوں گے کہ آخر اس میں کیا حکمت پوشیدہ ہے کہ اس درندہ کے نام میں "گور" کا لفظ شامل کیا گیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ چونکہ یہ چیر پھاڑ والا درندہ ہے اسلئے یہ کھاتا بہت زیادہ ہے اور بچپن میں اسے ڈر ہوتا تھا کہ کم کھانے کی وجہ سے یہ کہیں مر نہ جائے اس لئے یہ زیادہ کھانے کی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ اور بخارا، تاجکستان اور ازبکستان وغیرہ کو کھانے سے اس کا پیٹ بڑھ گیا اور بالکل اندھا کنواں نظر آنے لگا۔ اس کا باپ برزنیف جس کے گلے میں افغانستان کی ہڈی پھنس گئی تھی اور اسی وجہ سے مر گیا۔ بہت ہوشیار تھا۔ اپنے بیٹے کا پیٹ دیکھتے ہوئے اس کے نام میں "گور" شامل کر دیا۔ یعنی اندھیرے قبر کی طرح بڑا پیٹ۔

با :۔ اب ہم ذرا "با" کا جائزہ لیتے ہیں ....

ماہر حیوانات بتاتے ہیں کہ چونکہ یہ جانور بہت عرصہ سرد علاقے میں رہتا چلا آ رہا ہے۔ یعنی اس کے پردادا کا پردادا لینن پھر سٹالن اسی طرح خروشیف وغیرہ اس سرد علاقے میں رہتے رہے۔ جس کی وجہ سے یہ درندہ پاگل پن کے مرض میں مبتلا ہو گیا اور تبدیلی ہوا کی ضرورت پیش آئی ماہرین حیوانات بتاتے ہیں کہ اس درندہ کو سمندری علاقہ بہت پسند ہے اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ افغانستان سے ہوتے ہوئے گرم پانیوں تک پہنچ جائے۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکا اور یہ اس کی بڑی آرزو تھی جو کہ دل میں رہ گئی۔ اس لئے یہ دو حروف "ب" اور "الف" یعنی "با" دراصل بڑی آرزو کا مخفف ہے۔

چوف :۔ چوف جو کہ تین حروف "چ" "و" اور "ف" سے بنا ہے بجائے خود ہر ایک حرف کسی چیز کا مخفف ہے۔ جو کہ درج ذیل ہے۔

چ :۔ اس جانور پر تحقیقات کے دوران پتہ چلا ہے کہ ایسے عادات و خصائل جو چ سے شروع ہوتے ہیں اس جانور میں بکثرت پائے جاتے ہیں مگر چارسوبیسی ۴۲۰ تو اس کے سرشت یعنی خمیر میں ہے۔ ہر ایک کو دھوکہ دینا۔ جھوٹ بولنا۔ مختلف حیلوں بہانوں یعنی چارسوبیسی سے شکار کو دبوچنا اس کا منفرد خصوصیت ہے۔ جو کہ بہت کم جانوروں میں پایا جاتا ہے گیدڑ میں بھی بہت پایا جاتا ہے۔ ویسے اس (گوربا چوف) کی آنکھیں بالکل گیدڑ سے ملتی ہے۔

و :۔ یہ حرف "وارے نیارے" کا مخفف ہے۔ اور سُنا ہے کہ اس کے پردادوں میں کوئی مارکس نامی بھی ہوتا تھا۔ جو انتہائی خطرناک درندہ تھا وہ اتنا خطرناک تھا کہ اس نے خود بھی پیٹ بھر کر کھایا اور دوسروں سے چھین کر کھانے کے کچھ طریقے بھی اپنے بیٹوں، پوتوں اور پڑپوتوں کے لئے وضع کئے جسے لوگ عام طور پر "داس کیپٹل" کے نام سے جانتے ہیں۔ اس میں کچھ ایسے مشورے ہیں کہ گوربا چوف کے تو وارے نیارے ہوں اور دوسرے عام جانور یعنی کمزور جانور کام بھی (یعنی شکار) خود کر لیں اور اجتماعی خوراک کے نام پر حصہ بھی اُن کو اتنا ملے کہ بس جسم و روح کا رشتہ برقرار رہے۔ آپ کو تو جنگل کے قانون کا پتہ ہوگا۔ بس پھر کیا "روس جنگل" میں بھی وہی قوانین چلتے ہیں۔ لیکن نہیں یہاں کچھ زیادہ سختی ہوتی ہے۔ عام جنگل میں تو انفرادی لوٹ مار اور چیر پھاڑ ہوتی ہے۔ لیکن یہاں اجتماعی لوٹ مار کا بازار گرم رہتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جو بھی گوربا چوف نامی درندہ کے پارٹی کا رکن ہو۔ اس کے وارے نیارے۔

ف :۔ یہ حرف دراصل "F" ہے اور انگریزی زبان کے لفظ (Flesh) فلش سے لیا گیا ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں انسانی گوشت۔

(باقی صفحہ ۴۳ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

ماہنامہ مشعل

صاحب امتیاز

کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

مدیر: سید عبداللہ   معاون: عبدالحبیب دہمدرد

جلد نمبر ۳ - شمارہ نمبر ۸ - مسلسل نمبر ۳۲ - فروری ۱۹۸۹ء - رجب المرجب ۱۴۰۹ھ ق دلو ۱۳۶۷ھ ش

اس شمارے میں

۱- اداریہ

۲- فرمان الٰہی ج

۳- ارشاد نبوی ﷺ

۴- جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر..

۵- صبح آزادی

۶- بہت بے آبرو ہو کر..

۷- مطالعۂ حقیقت

۸- گورباچوف کیوں؟

۹- ۱۵ فروری تاریخ عالم..

۱۰- افغانستان میں کمیونسٹوں کے...

۱۱- اسلام میں اجتہاد کی اہمیت

۱۲- اسلامی حکومت

۱۳- افغانستان کی سیاست میں...

۱۴- اخبار جہاد

۱۵- قافلۂ شہداء

PROPERTY OF ACKU

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345

PESHAWAR PAKISTAN

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے

ششماہی — ۳۰ "

فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک: سالانہ ۲۰ ڈالر

اکاؤنٹ نمبر ۱۱۸

مسلم کمرشل بینک برانچ چارسدہ روڈ

پشاور - پاکستان

میرزا جمیل

15 فروری تاریخ عالم کا یادگار دن

۱۵ فروری تاریخ عالم میں اس اعتبار سے یادگار رہے گا کہ اس روز دنیا کی ایک سوپر طاقت روس کی دیوہیکل فوج افغانستان جیسے چھوٹے ملک سے اپنے سینے میں حسرت دبائے رخصت ہو گئی کہ وہ اپنی تمامتر قربانی اور قوت کے باوجود نو سال کی طویل مدت میں بھی افغان عوام کے جذبۂ آزادی کو زیر نہ کر سکی۔ یہ بلاشبہ بیسویں صدی کا ایک معجزہ ہے جو ایک جسور اور غیور قوم نے کر کے دکھایا اور اس میں یہ سبق ملتا ہے۔ کہ طاقت کے بل پر جہانبانی کے جنون کا دور ختم ہو گیا ہے۔ اور کسی چھوٹی سے چھوٹی قوم میں بھی اپنی آزادی کے تحفظ کا عزم راسخ ہو تو اسے بڑی سے بڑی طاقت بھی زیرنگین نہیں لا سکتی۔

افغان مجاہدین نے روسی ایٹمی ہتھیاروں کے مقابلے میں محض اپنے جذبۂ ایمان سے آزادی کی جو جنگ لڑی ہے۔ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ افغان پیدائشی آزادی کے متوالے ہیں اور دنیا کی تمام نعمتوں کے مقابلے میں آزادی کی نعمت کو ترجیح دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب بھی افغانستان کی آزادی کو خطرہ لاحق ہوا مرد و زن بچے اور بوڑھے سبھی میدان جنگ کا رخ کرتے ہیں اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں

افغانستان پر روسی جارحیت افغانوں کے لئے ایک ایسا چیلنج تھا جس سے ان کی آزادی کو زبردست خطرہ لاحق تھا۔ لیکن افغانوں نے اپنی روایتی انداز میں جس پامردی اور بہادری سے اس چیلنج کا مقابلہ کیا۔ بلاشبہ یہ مقابلہ افغانستان کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا مقابلہ تھا۔ اس سے پہلے افغانوں نے آزادی کے لئے جتنی بھی جنگیں لڑی ہیں ان میں اتنی تباہی نہیں ہوئی۔ یہ مقابلہ افغانوں کا ایک ایسے دشمن سے تھا۔ جس کی فوجی قوت افغانوں سے کئی گنا زیادہ ہونے کے علاوہ جدید ایٹمی اسلحوں سے بھی لیس تھی اس کے علاوہ دشمن کی فضائی فوج بھی ان کے خلاف محاذ جنگ پر ان پر بمباری کر رہی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی مدد کے سہارے اور جذبہ ایمان سے انہوں نے محاذ جنگ پر دشمن کے خلاف وہ کارنامے انجام دیئے۔ جس نے ساری دنیا کو حیرت میں ڈالا۔ بلکہ جنگ کی ابتدا میں کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ مٹھی بھر افغان مجاہدین روس جیسی طاقت کو شکست سے دو چار کر دیں گے۔ لیکن مجاہدین افغانستان نے ثابت کر دیا کہ جنگ حریت میں اسلحہ اور تعداد جذبۂ حریت کے مقابلے میں بیکار ہے۔

ماننا پڑے گا کہ جنگ طویل تھی اور افغان مجاہدین دھڑا دھڑ جام شہادت نوش کر رہے تھے۔ ملک کی آبادی تباہ ہو رہی تھی بے گناہ لوگ قتل ہو رہے تھے۔ دشمن کی طرف سے قتل و قتال اور طرح طرح کے مظالم کا بازار گرم تھا۔ لیکن یہ سب کچھ افغانوں کے جذبۂ حریت کو پامال نہ کر سکے اور مجاہدین اپنی آزادی اور استقلال اور دشمن کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح عزم و استقلال کا نمونہ بنے رہے اور دشمن کی تمام کوششوں کو ناکام بناتے رہے۔ تا آنکہ دشمن کی ہزیمت اور شکست کا دن قریب آ گیا

جرأت رندانہ و مستانہ اور آزادی سے والہانہ عشق کا نتیجہ تھا کہ دشمن پسپا ہو گیا دشمن کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور سوویت افواج کا کمانڈر جنرل کابل سے آنسو پونچھتا ہوا بصد حسرت و یاس ذلت کے عالم میں واپس ہوا۔

بلاشبہ روس کے مقابلے میں افغان عوام اور ان کے جیالے مجاہدین کی فتح مسرت و شادمانی کا باعث ہے اور جریدۂ عالم پر افغانوں کی عزیمت و استقامت کا نقش ہمیشہ کے لئے ثبت ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے ثابت کر دیا کہ جذبے آہن و فولاد سے زیادہ سخت ہوتے ہیں اور مقصد کی سچائی ہتھیاروں کی قوت پر غالب آ جاتی ہے۔

آج پوری دنیا کے عوام افغانوں کی اس دلیرانہ اور تاریخی جدوجہد کو سلام کرتے ہیں جس نے اپنے دشوار گزار پہاڑوں اور تنگ گھاٹیوں کی سرزمین کے خلاف روس کی فوجی مہم جوئی کو اس حد تک ناکام بنایا کہ غاصب اور قابض فوج کو اپنا آخری سپاہی تک واپس لے جانا پڑا

شادمانی اور کامرانی کے اس مرحلے پر ہم افغان عوام کو جہاں ان کے ناقابل تسخیر جذبۂ حریت پر ہدیہ تبریک و ستائش پیش کرتے ہیں۔ وہاں انہیں یہ یاد دلانا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ابھی ان کے سامنے اپنے وطن کی تعمیر نو کا مشکل مرحلہ باقی ہے اور اس میں بھی ان کی کامیابی کا انحصار ان کے داخلی اور قومی اتحاد پر ہے ان کی آزادی کے دشمنوں کی آخری خواہش یہی ہے کہ جنگ کے محاذ پر جو فتح انہوں نے حاصل کی ہے وہ سیاست کے محاذ پر شکست میں تبدیل ہو جائے۔

اب یہ تمام افغانوں کی من حیث القوم ذمہ داری ہے۔ کہ جس داخلی اتحاد کے بل پر انہوں نے میدان جنگ میں کامیابی حاصل کی ہے اسے اپنے سیاسی اختلافات کی نذر نہ ہونے دیں۔ ان کی راہ میں فطری طور پر بہت سی مشکلات حائل ہیں۔ یوں بھی سیاسی الجھنوں کا حل فوجی مسائل کے حل سے دشوار تر ہوتا ہے۔ لیکن اگر آزادی کے لئے لڑنے والے مجاہدین کی تمام تنظیمیں تدبر اور دانش سے کام لیں تو وہ اپنے وطن کی تعمیر کا کام بھی بحسن و خوبی انجام دے سکتی ہیں۔

اس وقت سب سے بڑی ضرورت یہی ہے۔ کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد و یکجہتی قائم رکھیں اور ایسی عبوری حکومت تشکیل دے لیں جسے افغان قوم کے عمومی اتفاق رائے کا مظہر قرار دیا جا سکے۔ اور دنیا اس بات پر قائل کر دے کہ دشمن کو شکست فاش کی اہلیت کے ساتھ ساتھ وہ اتحاد اور یکجہتی کی بھی اہلیت رکھتے ہیں۔

بقیہ:- گوریا جوف کیوں؟

ماہر حیوانات کہتے ہیں کہ یہ جانور انسانوں کا گوشت بھی بہت شوق سے کھاتا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ چونکہ یہ بہت زیادہ کھاؤ ہے اور اس کی آنکھیں اور نفس بھی بھوکا ہے۔ اس لئے یہ کبھی کبھار انسانی آبادیوں کی طرف بھی نکل جاتا ہے اور کامیاب لوٹتا ہے۔ بس اپنی اسی کامیابی کے گھمنڈ میں یہ ذرا شیروں کے کچھار میں کود پڑا۔ بعد میں اسے اپنی غلطی کا احساس تو ہو گیا۔ مگر مرد افغان اور مجاہد اسلام نے اسے وہ گھاؤ پہنچائے کہ اب وہ اپنی آنے والی نسل کو ایک نصیحت چھوڑ رہا ہے کہ کبھی بھولے سے بھی افغانستان کی طرف مت جاؤ۔ ورنہ آدھا بھی واپس نہیں بھاگ سکو گے۔

تحریر:۔ عبدالحبیب "ہمدرد"

افغانستان میں کمیونسٹوں کے آخری ایام

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اس کرۂ ارض پر دنیائے اسلام ہی ایک ناقابل تسخیر طاقت ہے جو اپنے اتحاد، اشتراک عمل اور وسائل و ذرائع کی بدولت دنیا کی بڑی سے بڑی طاغوتی اور سامراجی طاقتوں کو اپنے قدموں میں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتی ہے یہی وجہ تھی کہ اسلام کی حریف قوتوں نے اسلام کی لازوال قوت کو جلد بھانپ لیا اور اس کے خلاف اپنی مکارانہ اور عیارانہ سازشوں اور سیاسی چالوں کا جال بچھانا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جبر و تشدد سے بھی کام لیتے ہوئے دنیائے اسلام کو منتشر اور پارچہ پارچہ کر دیا۔

باطل قوتوں کی یہ کوئی نئی سازش نہیں بلکہ ان کا یہ حریفانہ عمل تو طلوع اسلام کے زمانے سے ہی اسلام کے خلاف جاری ہو چکا تھا مگر اسلام کی حقانیت، رفعت، جلالت اور شوکت سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، جلالت شوکت، رفعت و بصارت، بصیرت و تدبّر اور حکمت جو اسلام کی حقیقی آئینہ دار تھی اسی درس عمل سے باطل طاقتوں کو ہر دور میں ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ کیونکہ اسلام ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر پہلو اور شعبے کو محیط کئے ہوئے ہے۔ اسی ضابطۂ حیات سے ملک و قوم کی خدمت، باہمی اخوت اور محبت کا روشن سبق ملتا ہے۔ اس نظام میں ہر ایک کے حقوق، وجائب اور فرائض کا تعین کیا جا چکا ہے چنانچہ گزشتہ گیارہ برسوں سے ہمارے جیالے افغان مجاہدین خون آشام درندہ خو روسیوں اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں کے خلاف اسلام کے ہی روشنی میں بقائے دین اور آزادی وطن کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ دنیا افغانستان میں کفر و الحاد کی باطل قوتوں کا حشر اپنی پر بصارت آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ اقوام عالم کی تاریخ میں ایسی قوموں کے کارنامے ہمیشہ زرّین حرفوں میں سنہرے باب کی حیثیت رکھتے ہیں! جو اپنے حصول مقاصد کے لئے تن، من اور دھن کی بازی لگا کر اور بے مثال ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کے ہر حربے کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ اور اس راہ میں تمام رکاوٹوں کو دور کر کے اپنی منزلیں پا لیتی ہے۔ بقول شاعر

اس قوم کو شمشیر کی حاجت نہیں ہوتی
ہو جس کے جوانوں کی خودی صورت فولاد

ہاں! اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج ملت اسلامیہ اپنی تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہی ہے۔ باطل قوتیں دنیا کے کونے کونے میں مسلمانوں کے خلاف گوناگوں مسائل کھڑی کر رہی ہے۔ میری نظر میں ان سبھی مشکلات سے نجات پانے کا واحد راستہ باہمی وحدت ہی ہو سکتا ہے۔ امت مسلمہ کو چاہیئے کہ وہ اسلامی جذبے کے تحت اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھیں فلسطین، اریٹیریا، برما، بھارت اور کشمیری مسلمانوں کا حال ہمارے سامنے ہے جو اپنی حصول آزادی کے لئے صیہونسٹوں اور دوسری دہری طاقتوں کے شکنجوں میں

جھکڑے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان بہ لب آچکے ہیں۔ اسی طرح روسیوں کی ننگی جارحیت کے نتیجے میں افغان نہتے مسلمان عوام کو گزشتہ گیارہ برسوں سے جن مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ دنیا والوں کے سامنے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے افغانستان کو جو صورت حال آج در پیش ہے وہ کوئی ناگہانی اور اتفاقیہ حادثہ نہیں۔

روس کئی برسوں سے اپنی دیرینہ آرزو کو پورا کرنے کے لئے افغانستان میں اپنے ہمرنگ زمین دام بچھائے چلا آ رہا تھا۔ افغانستان کے بیشتر اہم پراجیکٹوں میں روسی مشیر کار فرما تھے۔ آخر کار اس کہاوت کے عین مطابق کہ بلی کے بھاگوں چھیکا ٹوٹا، مگر بلی اپنی من پسند شئے نوش جان نہ کر سکی روسیوں کے بھاگوں بھی ۱۴ر اپریل ۱۹۷۸ء کو روس نواز افغان کمیونسٹوں نے افغانستان میں فوجی بغاوت کر دی۔ اقتدار پر قبضہ جما لیا اور ایک آزاد، خودمختار اور اسلامی ملک افغانستان سے اسلام کا نام و نشان مٹانے اور افغان جیالے مجاہدوں کے جذبۂ حریت کو کچلنے کے لئے قتل و قتال اور لوٹ مار کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مگر افغان مجاہد عوام بھی دشمن قوتوں کے مقابلے میں یکایک ایک مضبوط چٹان بن کر ابھر آئے اور جب اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہمارے مجاہدوں کو جہادی اور سیاسی محاذوں پر نمایاں کامیابیاں نصیب ہونے لگیں تو روس ہمارے مجاہدوں کی بڑھتی ہوئی کامیابی سے گھبرا اٹھا۔ اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اب ان کی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ افغان مجاہدوں کا مقابلہ کرنے میں مطلق ناکام ہو چکی ہے۔ نہ وہ اپنے آپ کو بچا سکتی ہے اور نہ ہی ان کے مفادات کا تحفظ کر سکتی ہے روسیوں نے افغانستان میں چہرے اور مُہرے بدلنے شروع کر دیئے بالآخر ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۹ء کو بین الاقوامی قوانین کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے افغانستان میں فوجی مداخلت کر کے سات دن میں افغانستان پر غلبے کا خواب دیکھا مگر نو سال کا طویل عرصہ گزر چکا ان کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا بلکہ ناکامی اور ذلت ان کا مقدر بن گیا۔

ہاں! یہ بھی درست ہے کہ روسیوں نے اپنی انتقام جویانہ کارروائی کے نتیجے میں ہمارے نہتے اور بے دفاع افغان مسلمان بھائیوں کے خون سے وہ ہولی کھیلی ہے کہ چنگیز خان اور ہلاکو خان کی بربریت بھی شرمندہ ہو کر اپنا منہ چھپا رہی ہے۔ روسیوں کے پاس اب ایسا کوئی حربہ باقی نہ رہا جو اس نے افغان جیالوں کے خلاف استعمال نہ کیا ہو ہمارے شاہین صفت افغان مجاہدوں نے ہر مصائب کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ثابت کر دکھایا کہ افغان قوم شہادت کی موت کو غلامی کی زندگی پر ترجیح دیتی ہے اور آج بھی وہ اسی جذبے کے تحت اپنی بقا کی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ شاید روسی بھول چکے ہیں کہ ماضی میں ہمارے بزرگوں نے تاریخی اعتبار سے بیرونی حملہ آوروں کا ہمیشہ ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں کوئی بھی جارح قوت افغان قوم پر اپنا تسلط نہ جما سکی حتیٰ برطانوی سامراج بھی ہمارے اسلاف کے جذبۂ آزادی کو دبانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ آج بھی اُنہی کی اولاد ان کے نقش قدم پر چل کر روسیوں کو ناکوں چنے چبوا رہی ہے روس اپنی استعمار گری اور توسیع پسندی کا خواب پورا کرنے میں ناکام ہو کر آج اپنی غلطی کا خمیازہ بھگت رہا ہے دنیا والوں کے سامنے اس کا سر شرمندگی سے جھکا ہوا ہے۔

روسی افواج تو پہلے پہل دوستوں کا روپ دھارے۔ افغانستان میں داخل ہوئے انہوں نے دوست اور پڑوسی ہونے کا حق اپنے جٹ، بمبار طیاروں جہازوں اور ٹینکوں کے ذریعے ادا کیا ہنستی بستی شہری آبادیوں پر وہ آگ برسائی کہ جس سے یہ حسین اور دلکش خطہ آگ اور خون کے سمندر کا منظر پیش کرنے لگا۔ ہمارے مادرِ وطن کے جیالے مجاہدوں نے اپنے وطن کی دفاع

کے لئے عظیم الشان قربانیاں دیں افغانستان کا چپہ چپہ اور ذرہ ذرہ ہمارے مجاہدوں کے لہو سے سرخ ہو چکا ہے۔

بیسویں صدی کے یہ خون آشام روسی جلاد ہمارے شہادت کے شیدائیوں کے جذبۂ حریت کو نہ ماند کر سکے نہ ہی انہیں اپنا غلام بنا سکے۔

افغانستان کی موجودہ صورت حال کسی بھی ایسے ملک سے مختلف نہیں جہاں غیر ملکی فوجوں نے ڈیرا ڈالا ہو روسی فوجیوں کی مسلسل موجودگی نے ہمارے ملک کی آزادی اور علاقائی سالمیت کو سلب کر دیا ہے تاہم بنیادی فرق جو دیکھا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ روس اپنی تمام تر طاقت کے باوجود ہمارے مجاہدوں کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہا۔ اس دعوے کا بیّن ثبوت ہمارے مجاہدوں کی ثابت قدمی اور روز افزوں فتوحات ہیں آج افغانستان کا تقریباً (۹۰) فیصد علاقہ ہمارے مجاہدوں کے کنٹرول میں ہے۔ جہاں شریعت محمدیؐ جاری ہے۔ اب جب کہ روسی افواج ہمارے مجاہدوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئی تو انہوں نے اپنے آپ کو اس جنگ سے پیچھا چھڑانے کے لئے طرح طرح کے سیاسی حربے استعمال کرنا شروع کئے دونوں بڑی طاقتوں، عالمی برادری اور اقوام متحدہ کی سطح پر ایک طرف مذاکرات کا سلسلہ افغان مسئلے پر چھ سال تک جاری رہا۔ ان چھ سالوں کے دوران ہمارے جہادی لیڈروں سے جو قضیے کے اصل اور اہم فریق ہیں اُن سے کوئی صلاح و مشورہ ضروری نہ سمجھا گیا۔ آخر کار ۱۴ اپریل ۱۹۸۸ء کو نام نہاد جنیوا معاہدہ طے پایا جس کے تحت روس اپنی افواج کو ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء تک افغانستان سے واپس بلانے کا پابند تھا۔ روس اور امریکہ دونوں نے اس معاہدے پر ضامن کی حیثیت سے دستخط کئے۔ مگر ہمارے افغان جہادی زعما نے اس سمجھوتے کو ایک سازش قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا۔ ہمارے دلیر مجاہدوں کی بڑھتی ہوئی کامیابیوں نے روسیوں کے حوصلے پست کر دیئے انہیں علم ہو چکا تھا کہ جس طرح لوہا بھٹی میں جل کر کندن بنتا ہے اسی طرح افغان مجاہد عوام گزشتہ گیارہ برسوں سے آگ کی بھٹی میں جل کر کندن بن چکے ہیں ان سے مقابلہ کرنا کوئی آسان بات نہیں ایک روسی فوجی کا کہنا ہے کہ آج تک میں نے ایسی قوم نہیں دیکھی کہ خود موت کو پکار دے۔ افغان قوم تو چیخ چیخ کر موت کو پکارتی ہے۔ وہ قوم جو موت سے نہیں ڈرتی بھلا وہ ہم سے کیا ڈرے گی اور ہم اُن سے کیسا مقابلہ کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ روس بارہا اپنی ناکامی اور شکست کا اعتراف کر چکا ہے۔ ہم یہاں بجا طور پر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ جس طرح ہمیں اپنے اباؤ اجداد کے کارناموں پر فخر ہے انشاء اللہ مستقبل میں آنے والی نسلیں بھی ہمارے کارناموں پر فخر کریں گی۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری یہ جدوجہد آزادی کی اہمیت تاریخ اور تاریخ اسلام میں محض ایک سرسری داستان کی شکل میں نہیں لکھی جائے گی بلکہ اس تاریخ کا ایک ایک جملہ اور ایک ایک باب آنے والی نسلوں کے لئے ایک روشن سبق ہوگا۔ کیونکہ ہم نے اپنی اس جدوجہد کو صرف اپنے باری تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے خالی ہاتھوں نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں شروع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی امداد سے سرخرو فرمایا۔ فوجی سیاسی اور اخلاقی فتح سے نوازا۔ حق اور باطل کے اس معرکے میں فتح ہماری ہوئی دنیائے اسلام کو بلاشبہ ہماری کامیابی پر فخر کرنا چاہیئے۔ انشاء اللہ دنیا والے عنقریب دیکھ لیں گے۔ کہ افغانستان میں ایک حقیقی اسلامی حکومت قائم ہوگی

اب جب کہ روس ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء تک افغانستان سے اپنی فوج واپس بلانے کا پابند ہے مگر پھر بھی وہ یہ کوشش کر رہا ہے کہ کسی نہ کسی طرح اس کا اثر و رسوخ اور اس کی کٹھ پتلی انتظامیہ افغانستان میں بحال رہے اس سلسلے میں وہ اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ مگر ہمارے سرفروش مجاہدین اس راہ میں کوہ گراں کی طرح حائل ہیں۔ روس جنیوا معاہدہ اور عالمی رائے عامہ کے دباؤ کے تحت افغانستان چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوا بلکہ ایک بات جو اسے

افغانستان چھوڑنے پر مجبور کر رہی ہے وہ ہے ان کی متواتر شکست، بھاری جانی و مالی نقصان، روسیوں کو اب علم ہو چکا ہے کہ وہ جتنا افغانستان میں ٹھہریں گے اُتنا ہی انہیں جانی و مالی نقصان اُٹھانا پڑے گا افغانستان میں آج تک جتنا نقصان اسے اٹھانا پڑا شاید دو عالمی جنگوں کے دوران متحارب گروپوں کو نہ ہوا ہو۔ روسی فوجوں کے انخلاء کے ساتھ ساتھ آج کل یہ افواہ بڑی زوروں سے پھیلی ہے کہ جنیوا معاہدے کے تحت افغانستان میں ایک وسیع البنیاد حکومت قائم کی جائے۔ جس میں موجودہ کابل انتظامیہ کو بھی نمائندگی دی جائے گی۔ یعنی ۱۵ لاکھ شہیدوں کے قاتلوں کے ساتھ گٹھ جوڑ اور سودا بازی کی جائے۔ ہمارا مؤقف یہ ہے کہ افغان مجاہدین کسی کو بھی یہ حق نہیں دیں گے۔ کہ وہ ان کے مستقبل کا فیصلہ کرے یا ہم پر دباؤ ڈالے کہ ہم افغان انتظامیہ کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کر بیٹھیں جس سے ہمارے جہاد کو دھچکا لگے۔

افغانستان افغان مسلمانوں کا وطن ہے وہاں ایک اسلامی حکومت کا قیام ناگزیر ہے اور روسی کمیونسٹوں کے لئے وہاں کوئی گنجائش نہیں۔ اب جب کہ نجیب اور ان کے ساتھیوں کی قوت ختم ہو چکی ہے۔ اسلامی انقلاب کا سیلاب انہیں خس و خاشاک کی طرح بہائے لے جا رہا ہے۔ وہ اپنی نجات کی خاطر تنکے کا سہارا ڈھونڈ رہے ہیں۔ ہم کسی بھی صورت میں ایسی مخلوط حکومت نہیں بنائیں گے۔ جس کے اعضاء کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہوں اگر ایسی حکومت بنانا ہمیں منظور ہوتی تو اس پر بہت پہلے عمل ہو چکا ہوتا ذرا سوچیے۔ جس قوم نے اپنے دین کے تحفظ اور ملک کی آزادی کے لئے اپنے اسلامی جذبے کے تحت متواتر گیارہ سال غاصبوں کے خلاف جنگ لڑی ہو۔ لاکھوں شہیدوں کا نذرانہ دیا ہو ان کا وطن تباہ ہو چکا ہو۔ بھلا وہ کس طرح اپنے قاتلوں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ کر سکتی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا یہاں میں ایک ضروری بات ضرور ذکر کرنا چاہوں گا کہ جب کبھی افغان جہاد کی کوئی بات چھڑے یا افغان جیالوں کے بہادری کا ذکر کیا جائے۔ اگر وہاں شہید جہاد افغانستان، شہید راہ اسلام شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق کا ذکر نہ کیا جائے۔ تو میرے خیال میں ان کی ذات اور ان کی شخصیت کے ایک بہت بڑی ناانصافی ہوگی۔ شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے افغان مسئلے کے بارے میں جو پالیسی وضع کر رکھی تھی اس کی بنیادیں اتنی گہری اور مضبوط ہیں کہ دنیوی طوفان اسے کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔ افغان قضیے کے بارے میں ان کا موقف اٹل تھا۔ ایک مضبوط چٹان تھی روس بھارت اور ایسے کئی ایک روسی لابی ملکوں نے شہید صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کی حکومت پر کئی بار شدید دباؤ ڈالا حتیٰ موت کی دھمکیاں دیں تاکہ وہ افغان مجاہدین کی حمایت سے دستبردار ہو جائے مگر اس مردِ مومن مردِ حق شہید جہاد افغانستان نے شیطانی طاقتوں کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے اس اسلامی مشن کو جاری رکھا۔ ہر سطح پر چاہے وہ قومی تھی یا بین الاقوامی جب کبھی انہیں تقریر کرنے کا موقع ملا سب سے پہلے انہوں نے افغان مسئلے کا ذکر چھیڑا اور دنیا والوں پر یہ ثابت کر دکھایا کہ مسلمان ہی ایک سپر طاقت ہے۔ افغان پالیسی اور افغان مہاجرین اور مجاہدین کی بھرپور حمایت کر کے انہوں نے نہ صرف اپنے لئے بلکہ پاکستان اور سارے امت مسلمہ میں ایک ایسا مقام حاصل کیا جو تاقیامت دنیا کی تاریخ میں اور دنیا والوں کے دلوں میں ثبت رہے گا۔ چنانچہ وہ اسی اسلامی مقدس مشن کو انجام دیتے ہوئے ایک ہوائی حادثے کا شکار ہوئے اور اس طرح اپنے فرض منصبی سے نہایت سرخروئی کے ساتھ سبکدوش ہوئے۔ آج جہاد افغانستان جس کامیابی کی منزل پر براجمان ہے انہی کے جذبۂ اسلام کی مرہونِ منت ہے۔ ہم افغان مجاہد عوام احسان فراموش نہیں۔ ہم شہید ضیاء اور پاکستان کے غیور اور اسلام دوست عوام کے احسانات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے انہیں کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ اور انہیں عقیدت و احترام کا سلام پیش کرتے ہیں۔

تحریر: خالد جہانگیر

اسلام میں اجتہاد کی اہمیت

موجودہ دور میں اجتہاد کی ضرورت کے حوالے سے بڑی ہی قیمتی آراء قوم کے سامنے لائی گئی ہیں۔ لیکن جن امور کے بارے میں اجتہاد کی ضرورت انتہائی شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے اس طرف کماحقہٗ توجہ نہیں دی گئی۔ زیرِ نظر مضمون میں مختصر اُن باتوں کی طرف اپنی قوم کے عظیم دانشوروں اور خاص طور پر مذہبی قیادت کو متوجہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں جو نہ صرف ہر اعتبار سے اجتماعی ہیں۔ بلکہ یہ ایسے مسائل ہیں جن کے آج تک حل نہ ہونے کی وجہ سے اسلام کی ساکھ کو بحیثیت دین، بحیثیت دستور بحیثیت نظامِ زندگی اپنوں اور غیروں کی نظروں میں نقصان پہنچا ہے۔ اور اس قسم کے رجحانات روز بروز کسی اسلامی اور غیر اسلامی ریاست میں استحکام حاصل کر رہے ہیں۔ آج کے دورِ جدید میں قرآن دین اسلام ایک نظام مملکت کی حیثیت سے افراد مملکت کے مسائل کا حل پیش نہیں کر سکتا۔ اگر اس قسم کے نظریات مسلموں اور غیر مسلموں کے اذہان میں جگہ حاصل کر لیں تو ہم انہیں موود

الزام نہیں ٹھہرا سکتے۔ اس معاملے میں وہ حق بجانب ہیں، دنیا کے پچاس مسلم ممالک ہیں جن میں سے کسی ایک مسلم مملکت نے بھی اس کا ٹھیک طرح سے جائزہ نہیں لیا ہے۔

عام طور پر ایک تاثر ہے کہ سینکڑوں مسائل ایسے ہیں جن کا جواب قرآن کریم پیش نہیں کر سکتا یا دین اسلام میں اس کی گنجائش نہیں یاد رہے قرآن کریم خود مبین ہے اور اسی ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور اے رسول ہم نے آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے۔ جو ہر مسئلے کی خود وضاحت کرنے والی ہے اور فرمانبرداروں کے لئے ہدایت رحمت و بشارت ہے (۱۶/۸۹)"

اور اس کے علاوہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اور ہم نے ہر مسئلے کو کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ۱۷/۱۲" اور ساتھ ہی حکم دیا ہے کہ جو مسائل اور جن مسائل کے جو جو گوشے بیان نہیں کئے گئے ان کے متعلق کرید نہ کریں (۵/۱۰۱) یعنی ایمان دالو ان مسائل کے متعلق سوال نہ کرنا جو زمان و مکان کے تقاضوں اور اقوام و افراد کی انفرادی آزادی پر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اگر سب بتا دیئے جائیں تو تمہاری آزادی چھن جائیگی اور تمہارے لئے تنگی اور دشواری کا موجب بن جائیگی بالفاظِ دیگر (۱۶/۸۹ اور ۱۷/۱۲) میں اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ ہم نے اپنی کتاب میں انسانی ضروریات کے تمام مسائل پوری طرح کھول کر بیان کر دیئے ہیں اور (۵/۱۰۱) میں منع کر دیا ہے کہ قرآنی وضاحت اور صراحت سے زائد سوال نہیں کرنا۔

جن مسائل کی فروعات سے درگزر کیا گیا ہے وہ زمان و مکان کے تقاضوں اور تمہاری انفرادی آزادی کے پیش نظر خود معاف فرمایا ہے۔ قرآن میں کوئی کمی کجی نہیں رکھی گئی۔

صلوٰۃ، زکوٰۃ، حج، پیدائش، موت نکاح، طلاق اور جملہ معاشرتی مسائل کی اصولی حدود و قیود متعین کر دی گئی ہیں اور ان غیر متبدل حدود کے دائرے میں مکان و زمان کی ضرورتوں کے مطابق

نوع انسانی کو انفرادی آزادی عطا کر دی ہے کہ جس حد تک کسی مسئلے کی فروعی شقوں کو پابند کرنا ضروری تھا اس حد تک اصول کے ساتھ فروعات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے اور باقی گوشے آزاد چھوڑ دیئے گئے ہیں۔

مثلاً یہ حکم تو آیا ہے۔

"اے نوع انسانی (آدم) بیشک ہم نے تم پر لباس کا حکم نازل کیا ہے کہ وہ تمہاری برہنگی کو ڈھانپے اور خوبصورت بھی ہو۔" لیکن اس حکم کی عالمگیریت کو قائم رکھتے ہوئے یہ پابندی نہیں لگائی کہ صرف تہبند اور کرتہ ہی پہنا جائے، کوٹ، پتلون اور قمیص شلوار یا چست پاجامہ اور شیروانی استعمال نہ کی جائے اسی طرح حجامت کے متعلق (۴۸/۲۷) کے الفاظ میں سر اور داڑھی کے سب بال شامل ہیں۔ منڈوانے یا کتروانے کی اجازت تو موجود ہے۔ لیکن یہ پابندی نہیں کہ ضروری ہی کٹوائے جائیں۔ اگر کٹوائے یا منڈوائے جائیں تو کتنی لمبائی تک اور کس ملک کی وضع قطع کے مطابق کٹائے جائیں بلکہ پورے کرۂ ارض کے گوشے قیامت تک کے تقاضوں کا ساتھ دینے کے لئے ان گوشوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے اس ساری بحث قرآنی کے بعد واضح ہوا کہ ختم نبوت کے بعد انسانی راہنمائی کی صورت یہ قرار پائی کہ:—

(۱) جن امور کے متعلق قرآن کریم نے اصولی راہنمائی دی ہے۔ جماعت مومنین یعنی اسلامی مملکت امت کے مشورے سے اپنے حالات کے مطابق یہ خود طے کرے کہ ان اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا جائے۔

(۲) اسلامی مملکت اس امر کا بھی فیصلہ کرے کہ قوم کے موجودہ حالات کیا ہیں اور قرآنی اصول و احکام کو کس طرح نافذ کیا جائے کہ وہ بتدریج آہستہ آہستہ آخری منزل تک پہنچ جائے۔ یعنی نصب العین تو قرآن نے متعین کر دیا ہے۔ لیکن اس نصب العین تک بتدریج پہنچنے کے لئے عملی پروگرام حالات کے تقاضوں کے مطابق خود وضع کرے۔

واضح رہے۔ جہاں تک احکام قرآنی کا تعلق ہے۔ اسلامی مملکت ان مواقع حالات اور شرائط کا تعین کرے جن کے مطابق انہیں نافذ کیا جائے۔

قرآنی راہنمائی کے مطابق سب سے پہلی اسلامی مملکت نبی اکرمؐ نے تشکیل فرمائی۔ اس سلسلے میں حضورؐ کو حکم دیا گیا کہ (۳/۱۵۸) معاملات میں افراد امت (یعنی اپنے رفقاء) سے مشورہ کیا کرو قرآن کریم کے احکام اور اصول اقتدار سب منزل من اللہ تھے۔ ان میں خود رسول اللہ کے ذاتی خیالات و افکار کا بھی کوئی دخل نہیں تھا چہ جائیکہ دوسروں سے مشورہ لیا جاتا۔ جو مشاورت طے کیا جانا مقصود تھا وہ یہی تھا کہ جو حالات اس وقت درپیش ہیں ان کی روشنی میں قرآنی اصولوں کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے کسی قسم کی جزوی ضوابط مرتب کئے جائیں اور جو احکام قرآن میں آئے ہیں انہیں انہی شرائط و حدود کے ساتھ نافذ کیا جائے۔ ان امور کے فیصلے باہمی مشاورت سے طے پاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان فیصلوں میں حالات کے مطابق اضافہ اور تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک عملی مثال پر غور فرمائیں۔ قرآن کریم کی رو سے زمین یا وسائل پیداوار پر کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ یہ امت کی مشترکہ تحویل میں رہتی ہے اور مملکت اس کا انتظام کرتی ہے تاکہ وہ افراد معاشرہ کو رزق بہم پہنچانے کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکے۔ رسول اللہؐ کے زمانے میں مختلف اراضیات مملکت کے قبضے میں آئیں آپؐ نے مفاد عامہ کے پیش نظر حالات کے تقاضے کے مطابق ان کے متعلق مختلف انتظامات فرمائے۔ مثلاً خیبر فتح ہونے پر زمین کو مملکت کی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس میں سے کچھ حصہ لشکریوں کو دے دیا گیا۔ اور بقیہ حصہ اصل باشندوں کے پاس رہنے دیا اور پیداوار میں حکومت اور اصل باشندوں دونوں کو شریک کر لیا وادی القریٰ کی کل زمین آپؐ نے اصل باشندوں کے پاس رہنے دی۔ اس کے برعکس بنو امیہ جو جائیداد اور زمین چھوڑ گئے، آپؐ نے اسے مملکت کے زیر انتظام مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ مکہ فتح ہونے کے بعد تمام زمینیں خلافت کے زیر انتظام اصل باشندوں کے پاس رہنے دیں۔ ان تصریحات سے آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن

کا یہ اصول کہ زمین پر ذاتی ملکیت نہیں ہو سکتی۔ وہ مملکت کی تحویل میں رہیگی) تو اپنی جگہ اٹل رہا اور غیر متبدل بھی لیکن زمین کا انتظام موقع اور محل کے لحاظ سے بدلا جاتا رہا۔ آگے چل کر ہم دیکھیں گے کہ جب عراق کی زمینیں فتح ہوئیں تو حضرت عمرؓ نے ان کا کیا انتظام کیا۔ اسی طرح جرائم کی سزا کے سلسلے میں بھی آپؐ نے مجرموں کے احوال و کوائف اور ان کی ذہنی سطح اور نفسیاتی کیفیت کے پیش نظر مختلف اوقات میں مختلف فیصلے صادر فرمائے۔

مثلاً ایک شخص نے شراب پی اور اپنے آپ کو خود ہی سزا کے لئے پیش کر دیا۔ آپؐ نے اس کی حالت کا جائزہ لیا۔ اور فرمایا۔ کہ کیا تم نے ہمارے ساتھ صلوٰۃ پڑھی ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں پڑھی ہے۔

تو آپؐ نے فرمایا۔ کہ جاؤ خدا نے تمہارا جرم معاف کر دیا (مشکوٰۃ الصلوٰۃ) اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس شخص نے ہمیشہ کے لئے شراب نوشی سے توبہ کر لی۔ یہ تھا اصلاح کا امکان جس کے پیش نظر حضورؐ نے اس پر تعزیر وارد نہیں کی۔

ایک واقعہ میں اصل مجرم کی جگہ غیر مجرم پکڑا گیا اور قانون کے مطابق حضورؐ نے اس کو سزا کا حکم بھی سنا دیا۔ لیکن بعد میں اصل مجرم نے آ کر کہا۔ کہ مجرم وہ نہیں میں ہوں اس پر آپؐ نے دونوں کی سزا معاف فرمائی پہلے کے اس لئے کہ وہ مجرم نہیں تھا اور دوسرے کی یہ کہہ کر کہ اس نے ایک بیگناہ کو سزا سے بچانے کے لئے اپنے آپ کو خود ہی سزا کے لئے پیش کر دیا اس سے اس نے ایسی بلندیٔ کردار کا ثبوت دیا ہے۔ کہ وہ معافی کا مستحق ہو گیا ہے۔ (نسائی)

اس قسم کی اکثر مثالیں حضورؐ کے صادر فرمودہ فیصلوں میں ملتی ہیں ایسے فیصلے کرتے وقت قوم کے عمومی جذبات کا بھی خیال رکھا جاتا ہے۔

مثلاً حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ تعمیر کیا تو حطیم اس کے اندر شامل تھا۔ جب قریش نے اس کی تعمیر نو کی تو حطیم باہر نکال دیا۔ رسول اللہؐ چاہتے تھے کہ حطیم کو کعبہ کے اندر شامل کر کے اسے ابراہیمی خطوط کے مطابق تعمیر کر دیا جائے۔ لیکن آپؐ نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت عائشہؓ کے استفسار پر آپؐ نے فرمایا کہ "

" اگر تیری قوم نئی نئی کفر سے اسلام کی طرف نہ آئی ہوتی تو میں کعبہ کو منہدم کر کے اساس ابراہیمی پر اس کی تعمیر کرتا اور حطیم کو اس کے اندر شامل کر لیتا۔"

(مسلم)

ان مثالوں سے واضح ہے کہ دین کے اصول و اقدار تو ہمیشہ غیر متبدل رہتے تھے۔ لیکن اس کی روشنی میں مختلف امور کے فیصلے کرتے وقت مصالح عمومی افراد کے احوال و کوائف اور قوم کے امیال و عواطف کا لحاظ رکھا جاتا تھا اسی طرح مختلف اوقات میں طریق کار کا بھی اختلاف ہوتا تھا۔

مثلاً عدل قرآن کا بنیادی اصول ہے جس میں کسی صورت میں بھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ لیکن عدل کو بروئے کار لانے کا طریق مختلف اوقات میں مختلف ہو گا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

" شریعت سے اللہ کا مقصود بندوں میں عدل و انصاف کا قیام ہے۔ جس طریق کے ذریعے عدل و انصاف قائم کیا جائے گا۔ وہی دین ہو گا۔ اسے دین کے خلاف نہیں کیا جائے گا۔ لہذا دین کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے جو طریق کار اختیار کیا جائے جو حالات اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق بدلتے رہیں گے۔ شرط یہ ہے کہ وہ طریق کار قرآنی اقدار سے نہ ٹکرائیں۔ خود حضورؐ نے مختلف اوقات میں مختلف طریق کار اختیار فرمائے تھے۔

خلافت راشدہ:

حضور نبی کریمؐ نے اسلامی مملکت کو قائم فرمایا اور عملاً بتلا دیا کہ اس میں ثبات و تغیر کا امتزاج کس طرح سے ہو گا۔ اس کے بعد حضورؐ دنیا سے تشریف لے گئے اور مملکت کا نظام خلافت راشدہ کی تحویل میں آ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانہ خلافت بہت مختصر تھا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں مملکت کی حدود بہت پھیل گئیں۔ نئی نئی قومیں

حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ مختلف تہذیبوں کے ساتھ واسطہ پڑا۔ متنوع انداز کے تمدن سامنے آئے۔ کاروبار مملکت وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ اس سے نئے مسائل اُبھرے جن کا حل کرنا مملکت کا فریضہ تھا۔ یہی وہ حقیقت تھی جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ کہ "بیشک خدائے بزرگ و برتر حالات اور زمانے کے تقاضوں سے لوگوں کے لئے نئے نئے مسائل پیدا کرتا ہے۔

(کتاب المیزان)

ان نئے مسائل سے نمٹنے کے لئے ضروری تھا کہ نئے نئے فیصلے کئے جاتے۔ جو معاملات پہلی بار سامنے آئے اور ان کے متعلق جو فیصلے کئے گئے انہیں مؤرخین نے اولیات عمرؓ کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے اور ان کی فہرست طویل ہے۔ جن امور کے فیصلے عہد رسالت مآب اور خلافت صدیقؓ کے زمانے میں ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ان میں بھی تغیر و تبدل کیا۔ یہی وہ گوشہ ہے جو قابل غور ہے ایسے فیصلوں کی تعداد بھی کثیر ہے اسلامی نظام میں ناقابل تغیر قرآن کریم کے اصول و اقدار ہوتے ہیں۔ اور ان کی روشنی میں جو فیصلے کئے جاتے ہیں وہ حالات کے تغیر سے بدلتے رہتے ہیں نیز یہ کہ قرآن حکیم کے احکام کا نفاذ بھی موقع اور محل کی رعایت سے مناسب شرائط سے مشروط ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت عمرؓ کے فیصلے:

(۱) قرآن کریم میں مسلمان مردوں کو اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے عہد رسالت مآب اور خلافت صدیقی میں اس کے مطابق عمل ہوتا رہا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر اسے روک دیا۔ کہ مجھے خطرہ ہے۔ یہ عورتیں اُمت میں فتنہ برپا کرنے کا موجب نہ بن جائیں۔

(۲) اسی طرح قرآن کریم میں اہل کتاب کے طعام کو حلال قرار دیا گیا ہے لیکن حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے شہروں سے یہودیوں اور عیسائیوں کے ذبیحہ خانے ہٹا دیئے جائیں اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ہم اپنے انتظام کی بنا پر ان سے مستغنی ہو گئے ہیں۔

(۳) قرآن کریم میں صدقات کے مال میں مؤلفتہ القلوب کا حصہ رکھا گیا ہے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ جو لوگ اپنے سابقہ معاشرے سے کٹ کر اسلامی معاشرہ میں داخل ہوں اور اس سے انہیں مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تو اس مد سے ان کی امداد کی جائے رسولؐ اللہ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اس پر عمل ہوتا رہا۔ لیکن فاروق اعظم نے یہ کہہ کر اسے تبدیل کر دیا کہ اب ملک میں ایسی خوشحالی پیدا ہو چکی ہے کہ کسی کو مالی مشکلات سے دوچار نہیں ہونا پڑتا۔ اس لئے مؤلفتہ القلوب کے لئے الگ امداد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

(احکام القرآن)

(۴) رسولؐ اللہ کے زمانے میں شرابی کو معمولی سزا دی جاتی تھی۔ جس سے وہ اپنے کئے پر نادم ہو جائے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کی سزا چالیس کوڑے مقرر کی اور حضرت عمر فاروقؓ نے اسے بڑھا کر اسّی کوڑے کر دیا (سنن الکبریٰ)

(۵) قرآن کریم کی رو سے سرقہ (چوری) کی سزا قطع ید ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے قحط کے زمانے میں اس سزا کو موقوف کر دیا عام حالات میں بھی اگر کوئی شخص بھوک سے مجبور ہو کر اضطراری حالت میں چوری کر لیتا تو اُسے سزا نہ دی جاتی ایک شخص کے غلاموں نے کسی کا اونٹ چرا کر کھا لیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ اُن کا مالک انہیں بھوکا رکھتا تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے مجبور ہو کر یہ اقدام کیا۔ حضرت عمرؓ نے چوروں کو تو معاف کر دیا اور اونٹ کے مالک کو ان غلاموں کے مالک سے یہ کہہ کر تاوان دلوا دیا کہ اس جرم کے مرتکب درحقیقت تم ہو۔ جس نے غلاموں کو بھوکے رکھ کر انہیں چوری کرنے پر مجبور کر دیا۔ (آپ کا یہ فیصلہ اسلامی نظام معیشت میں بڑی اصولی اہمیت رکھتا ہے)

اداریہ

افغان مجاہدین کی عبوری حکومت کی تشکیل

افغانستان سے روسی افواج کے انخلاء کے بعد افغان مجاہد رہنماؤں نے اسلام آباد میں ایک مشاورتی کونسل قائم کی۔ جس کے نتیجے میں (۲۰۶۴۶) ارکان پر مشتمل شوریٰ کے حق رائے دہی کے ذریعے عبوری حکومت کی تشکیل منزلِ مقصود کی طرف مجاہدین کی کامیابی کا دوسرا اہم اور نتیجہ خیز قدم ہے۔

ہم دست بدعا ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کٹھن اور مشکل یعنی روسی افواج کے انخلاء کے مرحلے میں ہمارا ساتھ دیا اور ہمیں ہمارے کئے ہوئے ارادے میں کامیابی سے ہمکنار فرمایا اسی طرح عبوری حکومت کی تشکیل اور اس راہ میں پہلے سے کہیں زیادہ ہماری مدد فرما کر ہمیں اس نازک اور حساس مرحلے سے گزرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ تاکہ عبوری حکومت کا قیام افغانستان میں ایک مستقل اسلامی اور ہمارے ستم دیدہ مسلمان عوام کے امنگوں کے مطابق مضبوط حکومت کا باعث بنے

روس نے ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو اس امید کے ساتھ ہماری اسلامی سرزمین پر فوجی جارحیت کی کہ وہ صرف چند ہی دنوں میں اپنی طاقت کے بل بوتے پر افغانستان کے غیور اور مومن قوم کے جذبۂ ایمان اور جذبۂ آزادی کی آگ کو ٹھنڈا کر کے افغانستان کو بھی روس میں مسلمان ریاستوں کی طرح شامل کر دے گا اور ان کے خیال میں اگر ایسا نہ ہوا۔ تو کم از کم اسے چیکو سلواکیہ، پولینڈ، ہنگری وغیرہ ممالک کی طرح وہاں اپنا ایک مستعمرہ بنا کر اپنی مرضی کے مطابق ایک کمیونسٹ نظام رائج کر کے اپنا اُلّو سیدھا کر دیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا۔ ہمارے جیالے، راسخ العقیدہ اور شاہین صفت غیور عوام جو باوجود اس کے کہ جدید اسلحہ اور جدید جنگی چالوں کے رموز اور استعمال سے بالکل ناآشنا اور غیر تربیت یافتہ تھے۔ پھر بھی روسیوں کو جس شرمناک ہزیمت اور شکست سے دو چار کر کے افغانستان سے جس طرح خالی ہاتھ، ارمانوں بھرے دل اور جس ذلت سے نکالا گیا۔ یہ موجودہ دور کی تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جسے کبھی بھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ بقول ترقی یافتہ ممالک کہ نہتے، پسماندہ اور مفلس الحال افغان عوام نے دنیا کے تمام انسانوں پر ثابت کیا۔ کہ طاقت کا اصل سرچشمہ کثرتِ افراد، توپ و ٹینک، جنگی جہازوں اور میزائل وغیرہ پر منحصر نہیں بلکہ طاقت کا اصل سرچشمہ صرف اور صرف نصرت الٰہی ہے۔ اور بہترین اسلحہ جذبۂ ایمان، راسخ عقیدہ اور دین اسلام سے والہانہ محبت اور دلی وفاداری ہے۔ یہی چیز انسان کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا سکتی ہے اور اُن کے لئے کامرانیوں کی راہیں کھول سکتی ہے۔

ہماری آزاد منش قوم نے جو بے مثال کارنامے انجام دیئے درحقیقت انہوں نے نہ صرف یہ کہ دنیا کے تمام مسلمانوں اور مدرسۂ توحید کے شاگردوں کا سر فخر بلند کر دیا بلکہ دنیا کے تمام حریت پسندوں کو بڑی سے بڑی شیطانی طاقت

(۶) رسول اللہ کا فیصلہ تھا کہ کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر نہیں لیا جا سکتا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک شخص نے شکایت کی۔ کہ اس کی زمین تک پانی اسی صورت میں پہنچ سکتا ہے کہ پانی کی نالی فلاں شخص کی زمین سے گزرے اور وہ اس کے لئے رضامند نہیں ہوتا۔ حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ وہ شخص اسے پانی لے جانے دے اور اس کے راستے میں بالکل فراہم نہ ہو۔ (الخراج یحییٰ)

(۷) اس سلسلے میں عہد فاروق کا سب سے اہم فیصلہ عراق اور شام کی مفتوحہ زمینوں کے متعلق ہے۔ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ قرآن کریم کی رو سے زمین پر کسی کی ذاتی ملکیت جائز نہیں۔ اسے مملکت کی تحویل میں دینا چاہیئے۔

رسول اللہ کے زمانے میں اراضیات کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے مسلمانوں کے قبضے میں آتے تھے۔ جنہیں (مالِ غنیمت کے طور پر) بالعموم سپاہ اُمت میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اگرچہ (جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں) ان کے متعلق رسول اللہ نے بھی مختلف انتظامی طریق اختیار فرمائے تھے۔ جب عراق اور شام کے علاقے فتح ہوئے تو ایک تو وہ رقبے بڑے وسیع و عریض تھے اور دوسرے وہاں کی زمینیں بڑی زرخیز تھیں صحابہ کی اکثریت کی رائے کہ انہیں مالِ غنیمت کے طور پر سپاہ امت میں تقسیم کر دیا جائے۔ لیکن حضرت عمر فاروقؓ ان سے متفق نہیں تھے۔ یہ معاملہ اتنی اہمیت اختیار کر گیا کہ اسے اعیانِ امت کی عام میٹنگ میں پیش کرنا پڑا۔ اس میں مختلف حضرات نے جو تقاریر کیں۔ تاریخ کے اوراق نے انہیں اپنے دامن میں سمیٹ رکھا ہے اور وہ اس موضوع کے سمجھنے میں بڑی مفید ہیں۔ ان کے جواب میں حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس زمین کو آپ لوگوں میں تقسیم کر دوں اور بعد کے لوگوں کو ایسی حالت میں چھوڑ دوں کہ اُن کا اس میں کچھ حصہ نہ رہے۔ کیا آپ کا یہ مقصد ہے کہ اس کی آمدنی ایک محدود طبقہ میں سمٹ کر رہ جائے اور نسلاً بعد نسلاً اسی میں منتقل ہوتی رہے؟ اگر میں نے ایسا کر دیا تو سرحدوں کی حفاظت کس مال سے کی جائیگی؟ بیواؤں اور حاجتمندوں کی کفالت کہاں سے ہوگی؟ مجھے اس کا بھی خدشہ ہے کہ لوگ پانی کی تقسیم پر بھی فساد کرنے لگ جائیں گے۔ لہذا میں ان زمینوں کو مملکت کی تحویل میں رکھنا چاہتا ہوں۔ افراد میں تقسیم نہیں کرنا چاہتا۔"

پہلی میٹنگ میں فیصلہ نہ ہو سکا۔ تو اسے دوسری میٹنگ میں زیر بحث لایا گیا اس میں بھی بعض حضرات نے اپنے موقف کی تائید میں یہ دلیل پیش کی کہ رسول اللہ نے اراضیات کو لشکر اسلامی میں تقسیم فرمایا تھا۔ اس لئے ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ اس کے جواب میں حضرت عمر فاروقؓ نے بڑی مضبوط اور مدلل تقریر فرمائی جس میں علاوہ دیگر دلائل و شواہد، قرآن کریم کی اس آیت سے بھی استدلال فرمایا جس میں کہا گیا ہے۔ کہ اس میں مہاجر و انصار کا بھی حصہ ہے اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کا بھی (۱/۵۹) آپ نے فرمایا اگر زمین کو افراد کی ذاتی ملکیت میں دے دیا جائے۔ تو اس میں آنے والی نسلیں اس حق سے محروم ہو جائیں گی اس لئے اسے مملکت کی تحویل ہی میں رہنا چاہیئے یہ تقریر اتنی بصیرت افروز اور حقیقت کشا تھی کہ تمام صحابہ نے اس سے اتفاق کیا اور زمینیں مملکت کی تحویل میں رہیں۔

ان تاریخی شواہد کے پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس حقیقت کی وضاحت ہو جائے کہ اگر حالات متقاضی ہوں تو اسلامی نظام کی رو سے ایک اسلامی حکومت کے فیصلے، بعد میں آنے والی حکومت تبدیل بھی کر سکتی ہے۔ اور ان میں اضافہ بھی بشرطیکہ یہ تبدیلیاں قرآن کے غیر متبدل اصول و اقدار سے ٹکرائیں نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے خلافتِ راشدہ کے بعد اسلامی حکومت کا یہ نقشہ باقی نہیں رہا۔

اب موجودہ حالات کے تناظر میں اجتہاد کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے اور اسلامی نظام اپنی اصلی سمت کھو بیٹھا ہے اس جمود کا اصل راز اسلاف کی بے جا تقلید تنگ نظری اور جامد فکری میں مضمر ہے۔

(باقی صفحہ ۵۲ پر)

تحریر: مولوی زاہدی احمدزئی۔

آخری قسط۔

اسلامی حکومت

۱۲۔ اسلامی حکومت محدود شخصی ملکیت کو جائز سمجھتی ہے۔ مناسب حد تک راس المال رکھنے کی اجازت دیتی ہے۔ زائد سرمایہ کے لئے ملّی بیت المال قائم کرتی ہے اس میں سب کا اشتراک تسلیم کرتی ہے اور اس سرمایہ کی تقسیم سے سرمایہ و غربت کے درمیان توازن اور انصاف کو بحال رکھتی ہے۔

لیکن اشتراکیت میں شخصی ملکیت سب سے بڑا فساد ہے۔ اور قانوناً ناجائز ہر سرمایہ اور ہر پیداوار اجتماعی ملک ہے۔ تمام سرمایہ حکومت کی امانت میں رہتا ہے اور اشتراکیت کی بیت المال میں جمع ہوتا ہے۔ اس سرمایہ میں سب کا اشتراک ہے اور سب کو اس سے برابر کا حصہ ملتا ہے اس لئے کمیونیزم اور اشتراکیت اس کا ذبانہ ڈھونگ رچا کر شخصی ملکیت کو ختم کر دینا چاہتی ہے۔

اسلامی حکومت اور اشتراکیت کے ان خاص خاص فرقوں کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ اور نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ درحقیقت اسلامی حکومت اور اشتراکی حکومت میں سب سے پہلی جنگ نظریاتی جنگ ہے۔ اسلامی حکومت کا بنیادی نظریہ علیحدہ ہے اور اشتراکی حکومت کا فلسفہ الگ۔ جب تک اشتراکیت مذہب اور اس کے قوانین کی منکر ہے اس وقت تک دونوں حکومتیں اس جنگ سے دست بردار نہیں ہوسکتیں۔ مادہ اور مادی پیداوار اخلاق کے تابع اور روحانی عوامل سے وابستہ ہے۔ سب انسان بنیادی حقوق میں برابر ہیں۔ اجتماعی پیداوار اجتماعی ملک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جمیعًا ط

اللہ تعالیٰ نے سب چیزیں تمہارے لئے پیدا کیا ہے تاکہ تم ان سے نفع حاصل کر سکیں ہر انسان کو روٹی، پانی کپڑا، مکان ملنا چاہیئے۔ حکومت کے عہدیداروں کا معاشی حق فرد جمہور کے برابر ہے یہ سب اصول سب سے پہلے مذہب و اخلاق ہی نے پیش کئے ہیں۔ اگر یہ دونوں نہ ہوں۔ تو انسان کا پیٹ بھر جائے گا روح کبھی مطمئن نہیں ہوگی۔

اسلامی حکومت اس روح کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو حق دیا ہے کہ غریب محنت کرے اور اپنی محنت کا مالک ہو اگر معاشی فساد کی وجہ سے ملّی بیت المال قائم کیا جانا ضروری ہے اور اجتماعی محنت، اجتماعی سرمایہ اور برابر کی تقسیم کے بجائے انصاف کرنا مصائب کرنا مصائب کا واحد علاج ہے اور یہ کام شوریٰ انسانوں کی سب سے بڑی پارلیمنٹ طلب کر کے قانونی ذرائع سے مرضی عامہ کے مطابق کرنا چاہیئے۔ افراد اپنی مرضی سے اپنی محنت کے حاصلات کو ملّی بیت المال کی امانت میں دے سکتے ہیں۔ اور حق کے مطابق لے سکتے ہیں۔ اس کے بغیر لوگوں

کی محنت اور پیداوار کو ایک بڑی سرمایہ دار حکومت کے ہاتھ میں دینا اور ایک حاکم مطلق کے سپرد کرنا انصاف نہیں زیادتی ہے۔ اشتراک نہیں جبر ہے۔ مساوات نہیں اضداد کا مجموعہ جس سے ترقی کی جگہ تنزل ہوگا اور جسے اسلام کا قانون پسند نہیں کرتا۔

اسلام سرمایہ کی جمع آوری اور سرمایہ کو ایک طبقہ میں محدود کرنے کے خلاف ہے۔ وہ اپنے نظام اقتصادی زکوٰۃ، صدقات، امداد، خیرات، محاصل، بیت المال کی امداد سے عام ضروریات کی حد تک سرمایہ کی مساوی تقسیم کا حامی ہے۔ اور فاسد سرمایہ داری کو ختم کرنا ہے اسلامی حکومت محنت کشی، غریبوں کو امیروں سے افضل سمجھتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اشتراکیت کی تمام خوبیاں اسلام میں موجود ہیں اور تمام خرابیاں اس سے خارج ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ اشتراکی انقلاب ایک ایسے عالمگیر انقلاب کا پیش خیمہ ہو جس کو اسلام برپا کرنا چاہتا ہے۔

اسی طرح اسلامی حکومت نہ قومیت پر مبنی ہے نہ بین الاقوامیت پر کیونکہ ان دونوں میں بھی وہی جاہلانہ اقدار پائی جاتے ہیں۔ جو دوسرے غیر اسلامی حکومتوں میں ہیں۔ بلکہ ابتدا سے انسانیت اور عمومیت پر مبنی ہے۔ اسلامی حکومت چونکہ الٰہی حکومت ہے۔ اس لئے اسی حکومت کا تصور دوسرے ساری حکومتوں سے الگ ہے اور ساری انسانیت بلکہ انس و جن کے لئے ہے۔

بقیہ:- اسلام میں اجتہاد

بقول علامہ اقبال

"اسلام گویا اس وقت زمانے کی کسوٹی پر پرکھا جا رہا ہے، اس وقت اگر کسی صاحب نظر نے تنقیدی نگاہ سے اسلام کی ہیئت حاکمہ کا جائزہ لیا اور اسلام کے احکامات کو زمانے کے ہمدوش کرنے میں کامیاب رہا تو وہی اس دور کا موجد ہوگا۔"

(خطبات اقبالؒ)

مملکتیں وجود میں آتی ہیں اور ختم بھی ہو جاتی ہیں۔ سلطنتیں قائم ہوتی ہیں سلطنتیں فنا ہو جاتی ہیں۔ حکومتیں بنتی ہیں۔ حکومتیں ٹوٹتی ہیں۔ یہ تاریخ کی گردش دولابی ہے۔ جو شروع سے آج تک جاری و ساری ہے۔ حکومت کے نفع بخش کارناموں کی یاد، ان کے ٹوٹ جانے کے بعد بھی لوگوں کے ذہن میں رہتی ہے اور زبان پر آتی رہتی ہے۔ ان کے مظالم کا رونا خود ان کی موجودگی میں بھی رویا جاتا ہے۔ ان کے مرتب کردہ اور نافذ کردہ قوانین بھی اپنی مدت العمر ختم کرنے کے بعد صفحہ تاریخ سے مٹ جاتے ہیں۔ ان کی جگہ دوسری قوانین لے لیتے ہیں۔ اس تبدیلی میں زیادہ عرصہ صرف نہیں ہوتا۔ کیونکہ زمانے کے تقاضے بہت جلدی جلدی بدلتے ہیں۔ لیکن کوئی حکومت جو لکیریں مذہب کے نام سے کھینچ دیتی ہے۔ ان کی عمر بڑی دراز ہوتی ہے اور (اگر وہ غلط تھیں تو) ان کی تباہ کاریوں کا سلسلہ بھی مدت مدید تک جاری رہتا ہے۔

موجودہ دور میں ہم مسلمانوں کی حالتِ زار پر رونا آتا ہے۔ ہماری مثال اس چمگادڑ کی سی ہے۔ جس کو قدرت نے آنکھیں بھی عطا کی تھیں۔ لیکن جب اس نے آنکھوں سے کام لینا چھوڑ دیا تو وہ بصارت سے محروم ہو گئی۔ اسی طرح جب ہم جسم کے کسی ایک اعضاء سے کام لینا چھوڑ دیں، تو وہ عضو کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ جسم کے ساتھ لٹک جاتا ہے۔ یہی حالت ہماری ذہنی سوچ کی ہے۔ ہم نے اپنے ذہنوں سے سوچ کا کام لینا چھوڑ دیا ہے جس سے ذہن زنگ آلود ہو چکے ہیں اب ہمیں اس روش کو تبدیل کر کے آگے نکلنا ہے اور اپنے اندر ایک قرآنک سوچ پیدا کرنے کے لئے اعلیٰ تدبروں پر عمل پیرا ہونا ہے۔

تحریر: ڈاکٹر محمد ہاشم وہاج
ترجمہ: افتخار بونی

افغانستان کی سیاست میں جرگوں کا کردار

قومی مسائل شاذ و نادر ہی جرگے میں زیر بحث آتے ہیں

آج کل افغانستان کے حوالے سے لوئی جرگے کا تذکرہ بڑے زور شور سے سننے میں آ رہا ہے۔ کچھ لوگ بڑی شدت سے اس رائے کا اظہار کر رہے ہیں کہ لوئی جرگے کا انعقاد افغانستان کے تمام مسائل کا حل ہے۔ خود اقوام متحدہ کے نمائندہ خصوصی برائے افغانستان مسٹر کارڈو وینر کا یہ خیال ہے کہ لوئی جرگے کے ذریعے افغانستان میں قومی حکومت کی تشکیل عمل میں لائی جائے۔ اس طریقے سے تشکیل پانے والی حکومت مسٹر کارڈو وینر کے الفاظ کے مطابق "افغان روایات کے تحت قومی حکومت" ہوگی۔ اس مضمون میں ہم نے اسی سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی ہے کہ آیا تاریخ افغانستان میں لوئی جرگے کے ذریعے قومی حکومت کے قیام کی کوئی مثال موجود ہے یا نہیں اور یہ کہ مذکورہ طریقے سے حکومت کے قیام کو افغان روایات کا حصہ قرار دینا صحیح ہے یا غلط؟

لوئی جرگے کے بارے میں تفصیل میں جانے سے پیشتر یہ بتانا ضروری ہے کہ افغانستان میں مختلف اقسام کے جرگے منعقد ہوتے رہے ہیں اور ان تمام جرگوں کے طریقہ کار اور مقاصد پر ہم اس مضمون میں روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

جرگہ پشتو زبان کا لفظ ہے۔ لغوی طور پر اس کا مطلب اجتماع ہوتا ہے اور اس اجتماع میں با اثر، متمول اور طاقتور لوگ شریک ہوتے ہیں۔ جرگے میں عام طور پر خاندانی، مقامی اور قبائلی مسائل پر بحث کی جاتی ہے اور باہمی اتفاق سے ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ قومی مسائل شاذ و نادر ہی جرگے میں زیر بحث آتے ہیں۔ زیادہ تر جرگے دیہاتوں میں منعقد ہوتے ہیں۔

جرگے کے ممبران

علاقے کے نمایاں، طاقتور اور متمول افراد (مثال کے طور پر خان، ملک اور باقی وغیرہ) جرگے کے ممبران ہوتے ہیں، کوئی بھی شخص جرگے کا سربراہ نہیں ہوتا۔ جرگے کی ممبرشپ نہ تو مستقل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے انتخاب ہوتا ہے۔ جرگے کا ممبر بننے کے لئے تعلیم یافتہ یا عالم دین ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ البتہ خان اور ملک قسم کے لوگ اپنی مرضی سے کچھ مقامی علماء کو جرگے میں شامل کر سکتے ہیں۔ چونکہ خان، ملک اور اس قبیلے کے دوسرے افراد کے مابین رقابت و مسابقت کی جنگ چلتی رہتی ہے اس لئے ایک علاقے میں بیک وقت دو یا تین جرگے بھی منعقد ہو جاتے ہیں۔

جرگے کی اقسام

مسائل کی نوعیت اور علاقے کی شمولیت کے اعتبار سے جرگے کی مندرجہ ذیل اقسام ہوتی ہیں۔

(۱) خاندانی جرگہ (۲) علاقائی جرگہ
(۳) قبائلی جرگہ (۴) قومی جرگہ
(۵) مشرانو جرگہ (۶) لوئی جرگہ

۱۔ **خاندانی جرگہ:** اس جرگے کے ممبران

خاندان کے بزرگ (باپ، دادا، چچا وغیرہ) ہوتے ہیں۔ یہ عام سا جرگہ اکثر و بیشتر منعقد ہوتا رہتا ہے اور اس میں خاندانی مسائل مثلاً جائیداد و میراث کی تقسیم اور ازدواجی جھگڑے وغیرہ زیر بحث آتے ہیں مگر کوئی بھی شخص جرگے کا فیصلہ لازمی طور پر قبول کرنے کے لئے پابند نہیں ہوتا یہ جرگہ دوسرے جرگوں سے اس لحاظ سے مختلف ہوتا ہے کہ اس کے ممبران خاندان کے بزرگ ہوتے ہیں۔ اور ان کا علاقے میں طاقتور، با اثر اور نمایاں حیثیت کا حامل ہونا ضروری نہیں ہوتا۔

(۲) **علاقائی جرگہ**: اس جرگے کے ممبران ایک محدود علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، علاقے میں پانی کی تقسیم و دیگر زرعی مسائل اور مختلف افراد کے درمیان اختلافات کو ختم کرنے کے لئے یہ جرگہ منعقد ہوتا ہے۔

(۳) **قبائلی جرگہ**:... یہ جرگہ سب سے زیادہ مشہور و معروف اور با اثر جرگہ ہے اس کے ممبران کے لئے لازمی ہے کہ وہ ایک ہی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں۔ قبیلے کے مختلف مسائل پر اس جرگے میں گفتگو کی جاتی ہے اور ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔

۴. **قومی جرگہ**:... یہ جرگہ زیادہ معروف نہیں ہے اور نہ ہی اس نام سے منعقد ہوتا ہے۔ دو یا دو سے زائد قبائل اپنے مسائل پر مشترکہ طور پر بات کرنے کے لئے بعض اوقات ایک جرگہ منعقد کر لیتے ہیں اور اسی رعایت سے ہم نے اسے قومی جرگے کا نام دیا ہے۔ اوپر بیان کردہ چاروں جرگے ہماری معلومات کے مطابق اپنی نوعیت کے اعتبار سے غیر سیاسی ہوتے ہیں اور ان کے انعقاد کا مقصد صرف مقامی مسائل کا حل تلاش کرنا ہوتا ہے ایک اور اہم بات یہ ہے کہ حالیہ برسوں میں ان جرگوں نے اپنی مقبولیت کھو دی ہے۔ کیونکہ جیسے جیسے تعلیم کی روشنی عام ہو رہی ہے، لوگ اس نتیجے پر پہنچتے جا رہے ہیں کہ یہ جرگے عوام کے مفاد کے لئے نہیں بلکہ اُن کے استحصال کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اور ان جرگوں میں فیصلے عوام کی بجائے علاقے کے طاقتور اور با اثر لوگوں کی بہتری کے نقطۂ نظر سے کئے جاتے ہیں۔

(۵) **مشرانو جرگہ**:... مشر پشتو زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی بزرگ کے ہوتے ہیں۔ "مشر" کی جمع کے طور پر لفظ مشرانو مستعمل ہے، مشرانو جرگے کو لغوی اعتبار سے بزرگوں کا جرگہ کہا جا سکتا ہے مشرانو جرگے کی اصطلاح پہلی مرتبہ ظاہر شاہ نے ۱۹۵۷ء میں استعمال کی اور اس مقصد کے لئے افغانستان کے ہر صوبے سے جرگے کا ایک ممبر نامزد کیا گیا۔ لیکن ۱۹۶۴ء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ جرگے کے ممبران انتخابات کے ذریعے لینے چاہئیں۔ اس طرح سے ہر صوبے سے ایک ایک ممبر مشرانو جرگے کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ انتخابات بالکل نام نہاد تھے۔ کیونکہ صرف شاہ کے مصاحبوں اور پرستاروں ہی کو مشرانو جرگے تک رسائی کا موقع دیا گیا "منتخب شدہ" ممبران کے علاوہ ظاہر شاہ نے مزید چھ افراد کو جرگے کے ممبر کے طور پر نامزد کیا اور انہیں دوسرے ممبران کے مساوی حقوق عطا کئے گئے۔

(۶) **لوئی جرگہ**:... مشرانو جرگے کی طرح لوئی جرگے کی اصطلاح بھی افغانستان میں ظاہر شاہ کے ذریعے ۱۹۵۷ء میں منظر عام پر آئی۔ ظاہر شاہ نے محسوس کیا کہ افغانستان پر حکومت کرنے کے لئے مشرانو جرگہ کے ساتھ ساتھ ایک اور جرگے کا وجود ضروری ہے۔ جو زیادہ بڑے پیمانے پر عمل میں آئے اور پورے افغانستان کی نمائندگی کرے۔ اس جرگے کو لوئی جرگے کا نام دیا گیا۔ مشرانو جرگے کے برعکس ہر صوبے کی بجائے ہر ضلع سے ایک ایک ممبر نامزد کیا گیا۔ ۱۹۶۴ء میں پہلی مرتبہ لوئی جرگے کے ممبران کے انتخابات منعقد کئے گئے۔

لوئی جرگے اور مشرانو جرگے کے ممبران کے لئے مدت عمل ۵ سال دی گئی اور ۱۹۶۹ء میں دوبارہ انتخابات منعقد ہوئے ۱۹۶۹ء کے انتخابات کے ذریعے بھی زیادہ تر شاہ کے منظورِ نظر افراد ہی جرگوں میں پہنچ پائے اور یہ انتخابات بھی حسب سابق غیر جماعتی بنیادوں پر ہوئے۔

ظاہر شاہ نے لوئی جرگے کو اپنا اقتدار مضبوط کرنے کے لئے پورے طور پر استعمال کیا۔ شاہ کی قصیدہ نوائی میں بات یہاں تک پہنچی کہ لوئی جرگے نے فیصلہ دے دیا کہ شاہ ہر قسم کی جواب دہی سے مبرا ہے اور اس کے کسی بھی اقدام کو عدالت یا کسی اور طریقے سے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ لوئی جرگے نے یہ فیصلہ بھی دیا کہ افغانستان کی حکمرانی د

بادشاہت صرف ظاہر شاہ کے خاندان کا حق ہے اور کوئی دوسرا شخص افغانستان کا حکمران نہیں بن سکتا۔ اُسی زمانے میں دو ممبران نے جرگے کی کاروائی کے دوران لینن پر درود و سلام بھیجا اس پر افغانستان کے علماء اشتعال میں آ گئے اور کابل کی مسجد پل خشتی (اسی مسجد کو مجاہدین نے مسجد ضیاء الحق کا نام دے دیا ہے) میں صدائے احتجاج بلند کی۔ اس جرم میں ان علماء کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔

جب صدر داؤد برسر اقتدار آئے تو انہوں نے دونوں جرگوں کو ختم کر دیا۔ مگر ایک ہی سال بعد یعنی ۱۹۷۴ء میں انہوں نے بھی لوئے جرگے کے قیام کا اعلان کیا اور خود ہی اس کے سارے ممبران نامزد کیے۔ افغانستان کے موجودہ حکمران نجیب نے بھی اپنے پیشرؤوں کی روش پر قدم بڑھائے۔ انہوں نے ۱۹۸۷ء میں ایک نام نہاد لوئی جرگے کا انعقاد کیا اور اس کے ذریعے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کی کوشش کی۔

اوپر کی تمام مثالوں سے واضح ہے کہ افغانستان میں جب بھی لوئی جرگہ کا انعقاد عمل میں آیا ہے۔ تو ایسا پہلے سے موجود حکومت کی ایماء پر ہوا ہے اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ لوئی جرگے کے نتیجے میں کوئی حکومت تشکیل پائی ہو۔ جب ۱۹۵۷ء میں ظاہر شاہ نے پہلی مرتبہ لوئی جرگہ تشکیل دیا، تو اس جرگے کی ذمے داری حکومت وقت کو مستحکم کرنا تھا نہ کہ کوئی نئی حکومت قائم کرنا ۱۹۶۴ء اور ۱۹۶۹ء میں انتخابات کے ذریعے تشکیل پانے والے لوئی جرگے بھی حکومتِ شاہ کی عظمت کے گن گاتے رہے اور یہی "مقدس فریضہ" صدر داؤد اور ڈاکٹر نجیب کے لوئی جرگوں نے انجام دیا۔

اگر ہم افغانستان کے ماضی کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو دو بڑے جرگوں کی مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ۱۷۰۹ء میں قندہار کے شمال مشرق میں تیس میل کے فاصلے پر مانجا کے مقام پر ایک جرگہ منعقد ہوا۔ یہ جرگہ میرویس خان ہوتکی کی ایماء پر ہوا جس کا تعلق غلجائی قبیلے سے تھا۔ اس زمانے میں قندہار اور افغانستان کے کچھ دوسرے علاقے شاہ حسین صفوی کے زیر تسلط تھے اور گرگین نامی ایک جابر شخص قندہار کا حاکم تھا۔ خفیہ طور پر ہونے والے اس جرگے میں میرویس خان کو حاکم بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ گرگین کو قتل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا گیا افغانستان کے دوسرے علاقوں میں طوائف الملوکی زوروں پر تھی اور اس جرگے میں صرف غلجائی قبیلے کے اہم اور با اثر افراد نے شرکت کی جن میں میرویس خان کے بھائی اور بھتیجے شامل تھے یہ کوئی لوئی جرگہ نہیں تھا اور خود قندہار کے عوام بھی اس کے انعقاد سے بے خبر تھے۔ اکتوبر ۱۷۴۷ء میں ابدالی اور غلجائی قبیلوں کا ایک اور جرگہ قندہار کے مقام پر ہوا۔ نادر افشار کی وفات کے بعد یہ جرگہ احمد خان کی خواہش اور کوششوں سے منعقد ہوا اور اُس نے بعد میں احمد شاہ کے نام سے حکومت کی۔ اور احمد شاہ ابدالی نے فتوحات کر کے دہلی تک قبضہ کر لیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے مذکورہ جرگہ میں پوری افغان قوم شامل تھی۔

اب اگر مسٹر کارڈو ویز کے خیالات کا جائزہ لیا جائے۔ تو محسوس ہوتا ہے کہ انہیں افغانستان کی تاریخ سے زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ مسٹر کارڈو ویز لوئی جرگے کے ذریعے حکومت کے قیام کو افغان روایات کا حصہ قرار دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان کی تاریخ میں آج تک کوئی حکومت لوئی جرگے کے ذریعے قائم نہیں ہوئی۔ اب تک جتنے لوئی جرگے عمل میں آئے ہیں وہ سب کے سب پہلے سے موجود حکومتوں کو مستحکم کرنے کی کوشش تھے اور انہی حکومتوں کی زیر سرپرستی ان جرگوں کی تشکیل دی گئی۔

اگر ہم کچھ دیر کے لئے یہ مان بھی لیں کہ یہ بڑے بڑے جرگے افغان روایات کا حصہ ہیں۔ تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ جس زمانے میں یہ جرگے منعقد ہوئے تھے اُس

> جس قوم اور جس گروہ نے جہاد کو ترک کر دیا اسے ذلت نے آ گھیرا ہے ہمارے پیارے ملک افغانستان میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جنہوں نے بذاتِ خود جہاد میں حصّہ نہیں لیا۔
>
> پروفیسر برہان الدین "ربانی"

وقت افغانستان پر بدترین آمریت، بادشاہت یا طوائف الملوکی مسلط تھی اور ایسے حالات میں جنم لینے والی منفی روایات کو کبھی قابلِ تقلید نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ سیاسی شعور اور بیداری کا زمانہ ہے اور جیسے جیسے لوگوں میں تعلیم کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ویسے ویسے انہیں اپنے حقوق سے بھی آگاہی حاصل ہو رہی ہے۔ افغانستان کے عوام بھی سیاسی طور پر خاصے باشعور ہیں اور اپنے مستقبل کا فیصلہ خود ہی بہتر کر سکتے ہیں۔ یہ وہ وقت نہیں کہ کوئی خان، ملک یا دوسرا بااثر شخص ان کی نمائندگی کرے۔ افغانستان کے عوام کی نمائندگی کا حق اسی شخص کو ملنا چاہئے جسے عوام پسند کرتے ہوں اب دنیا بھر میں حکومتیں انتخابات کے ذریعے تشکیل پاتی ہیں اور اقوام متحدہ کا منشور ملک کے ہر باشندے کو اپنی مرضی کی حکومت کے لئے رائے دینے کا حق فراہم کرتا ہے۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ خود اقوام متحدہ کے نمائندے مسٹر کارڈوویز اقوام متحدہ کے جمہوری اصولوں کی نفی کیوں کر رہے ہیں۔ وہ اپنی کوششیں افغانستان میں پُرامن انتخابات کے انعقاد کے لئے صرف کیوں نہیں کرتے؟ مجاہدین کی نمائندہ تنظیم "اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان" کی بھی یہ رائے ہے کہ ایک منتخب پارلیمنٹ ہی کو افغانستان کی حکومت بنانے کا حق ہے۔ اب اگر کوئی شخص منتخب پارلیمنٹ کو لویہ جرگے کا نام دینا چاہے۔ تو یہ کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں مگر اصل شرط یہ ہے کہ جرگے کے ممبران منتخب ہونے چاہئیں۔

مسٹر کارڈوویز کی ذمہ داریاں افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ اب یہ افغان عوام کی ذمے داری ہے کہ اپنے مستقبل اور سیاسی نظام کا فیصلہ کریں۔ اگر مسٹر کارڈوویز کو افغانستان کے عوام کے مفاد سے واقعتاً بہت دلچسپی ہے تو انہیں چاہیئے کہ جمہوری طریقے اختیار کریں اور افغانستان میں حکومت کے قیام کے لئے لویہ جرگے کی قسم کے نام نہاد روایتی طریقے استعمال کرنے سے گریز کریں، مسٹر کارڈوویز کو چاہیئے کہ وہ افغانستان میں عام انتخابات کے انعقاد کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جو افغانستان کے تمام عوام کے لئے قابلِ قبول ہے اور اسی راستے پر چلتے ہوئے افغان عوام کی نمائندہ حکومت قائم ہو سکتی ہے۔ ایک غیر منتخب لوئی جرگے کا انعقاد اور اس کے ذریعے حکومت کی تشکیل کو افغان عوام کے اوپر زبردستی حکومت مسلط کرنے کے علاوہ کچھ اور نہیں کہا جا سکتا۔ اور اس قسم کی غیر جمہوری حکومت کبھی بھی افغان عوام کی حمایت نہیں کر سکتی۔

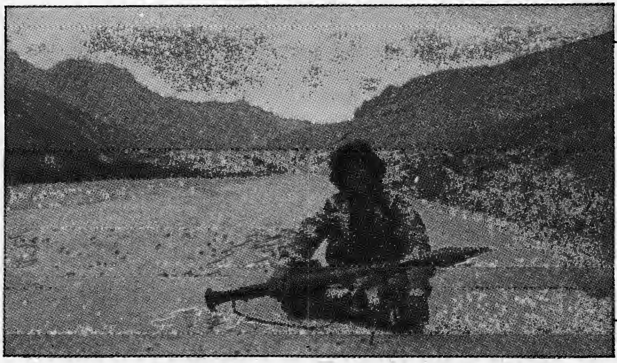

راہ حق کے ایک نڈر سپاہی دشمن کے ناک میں بیٹھے ہوئے ہیں

اخبارِ جہاد

صوبہ ہرات میں مجاہدین کی شایان شان کامیابیاں

۴۵۰ عدد اسلحہ پر قبضہ، ۲۳۰ افراد گرفتار

صوبے ہرات میں جمعیت اسلامی افغانستان کے غیور اور کفر شکن مجاہدوں نے مختلف مقامات پر کامیاب کارروائیوں کے نتیجے میں شایان شان کامیابیاں حاصل کرکے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے۔

اطلاعات کے مطابق حضرت حمزہ (رض) فرنٹ کے نڈر مجاہدوں نے ۱۴ر جنوری ۱۹۸۹ء کو ہرات قندہار شاہراہ پر واقع (ادرسکن) نامی مقام پر کابل انتظامیہ کے ایک فوجی قافلہ پر حملہ کرکے دو فوجی افسر سمیت (۱۲) فوجی افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جب کہ ایک دوسرے ٹرک کو تباہ کر دیا۔

ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدینِ راہِ حق نے ۱۸ر جنوری ۱۹۸۹ء کو پشتون زرغون) نامی علاقے میں ایک فوجی چھاؤنی پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کے ۱۰ فوجی ہلاک اور دیگر ۱۵ افراد گرفتار کر لیا گیا۔ خبر میں بتایا گیا ہے کہ اس کارروائی کے دوران ۱۲ کلاشنکوف اور ۳ مشین گن بھی مجاہدین کے ہاتھ لگے۔ صوبے ہرات کے (جکاح) نامی مقام پر مجاہدین نے ایک فوجی چھاؤنی پر بتاریخ ۱۵ر جنوری ۱۹۸۹ء کو حملہ کرکے ایک فوجی افسر سمیت ۶ فوجیوں کو ہلاک کر دیا اس کامیاب کارروائی کے دوران ۶ کلاشنکوف اور (۱) مشین گن غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ جب کہ دشمن کے (۱۶) فوجی اسیر بنا لیا گیا۔ ایک دوسری جھڑپ میں دشمن کے (۱۵) افراد موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔

موصول ہونے والی ایک اطلاع کے مطابق حضرت خالد (رض) فرنٹ کے مومن مجاہدین نے ۱۳ر جنوری ۱۹۸۹ء کو سب ڈویژن (شین ڈنڈ) پر حملہ کر دیا۔ جس کے نتیجے میں پہلے سے ترتیب ہونے والا ایک پلاننگ کے مطابق ملیشہ کمانڈر سلطان احمد اپنے (۴۰۰) افراد اپنے اسلحہ سمیت مجاہدین سے جا ملے۔ اسی طرح نور محمد ملیشہ کمانڈر اپنے (۳۰) ساتھیوں کے ہمراہ اسلحہ سمیت اپنے آپ کو مجاہدین کے حوالہ کر دیا ہے۔

خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ ۳۱ر جنوری ۱۹۸۹ کو مجاہدین کی ایک فوجی چھاؤنی پر کامیاب کارروائی کے نتیجے میں فوجی چھاؤنی تباہ اور دشمن کے (۷) فوجی کو ہلاک کر دیا ہے۔ جب کہ جھڑپ کے دوران کابل فوج کی (۴) فوجی زخمی کر دیا گیا ہے۔ جب کہ (۸) کلاشنکوف اور (۲) مشین گن غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔

صوبہ پکتیا کی "علی شیر" نامی فوجی چھاؤنی فتح کرلی گئی. کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے ۲۰ فوجی ہلاک، ۲۰ گرفتار

موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے غیور مجاہدین نے صوبہ پکتیا میں کامیاب کارروائیاں انجام دی ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق (کوچیان) نامی فرنٹ کے دلیر مجاہدین نے ۱۳ دسمبر ۱۹۸۸ء کو کمانڈر (بلوگی) کی قیادت میں علی شیر نامی فوجی چھاؤنی پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا. اس فیصلہ کن جھڑپ کے دوران دشمن کے ۲۰ فوجی ہلاک جب کہ دیگر ۲۰ فوجی زندہ گرفتار کر لئے گئے. اس کے علاوہ مجاہدین راہ حق نے دشمن کے ۳ بکتر بند گاڑیاں بھی تباہ کر دیں. اور بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا ہے

صوبے بادغیس میں جھڑپیں

جمعیت اسلامی افغانستان کے مومن مجاہدوں نے اس آخری مرحلے میں دشمن کے خلاف اپنی جنگی کارروائیوں کو شدت بخشی ہیں. اطلاعات کے مطابق سب ڈویژن غوراماچ جو کئی دنوں سے مجاہدین کے محاصرے میں تھا اس اواخر میں اللہ تعالے نے مجاہدین کی دست توانا پر بزدل اور وطن فروش دشمنوں کی چنگل سے آزاد کرا لیا گیا، حق اور باطل کے اس فیصلہ کن لڑائی کے دوران دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا ابھی دشمن کو پہنچنے والا مکمل اندازہ معلوم نہیں ہو چکا. تاہم دو ٹینک اور کئی مقدار مختلف النوع اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ لگا ہے

خوست پر مجاہدین کے حملے کے دوران ۷۷ مختلف مشین گنیں مجاہدین کے ہاتھ لگے

موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق خوست چھاؤنی پر جمعیت اسلامی افغانستان کے نڈر مجاہدین کے حملے کے دوران ۷۷ مختلف النوع اسلحہ جن کے تفصیل درج ذیل ہے ان کے ہاتھ لگے۔

(۱)	کلاشینکوف رائفلیں	۶۰
(۲)	ہاوان	۳
(۳)	زیکویک	۲
(۴)	پیکا مشین گن	۸
(۵)	روسی راکٹ	۲
(۶)	T.V	۱
(۷)	وائرلیس سیٹ	۱

اس کے علاوہ سینکڑوں صندوق کلاشینکوف کے گولے اور دیگر جنگی ہمات پر مجاہدین نے غنیمت کے طور پر قبضہ کر لیا ہے۔

۶۰ فوجیوں کو ہلاک کر دیا

محاذ جنگ سے دیر سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق شہید عبدالملوک فرنٹ سے متعلق جمعیت اسلامی افغانستان کے غیور مجاہدوں نے ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء کو صوبہ فراہ کے (میشخور) نامی علاقے میں دشمن کے ایک فوجی قافلہ پر حملے کے دوران ایک شدید جھڑپ واقع ہوئی. یہ جنگ فریقین کے درمیان کئی گھنٹوں تک جاری رہی جس کے نتیجے میں کابل انتظامیہ کی (۱۵) فوجی ہلاک اور دیگر ۱۵ زخمی ہوئی ۲ ٹینک تباہ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ ۶ فوجی اپنے اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۸۸ء کو (بالابلوک) نامی علاقہ میں خواجہ محمد شہید فرنٹ کے نڈر مجاہدین اور کابل کٹھ پتلی حکومت کے فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی ہوئی۔

تفصیلات کے مطابق یہ جنگ مسلسل چار دن تک جاری رہی جس کے دوران دشمن کے ۱۰ افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور ۳ کو زخمی کر دیا. اس معرکے کے نتیجے میں بھاری مالی نقصان کے علاوہ دشمن کے ۶ ٹینک تباہ کر دیئے گئے۔

ایک رپورٹ کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے مومن مجاہدین نے ۲۲ نومبر ۱۹۸۸ء کو دسورد نامی دیہات میں واقع دشمن کے فوجی تھانہ پر حملہ کر کے ۱۵ فوجیوں

کو جہنم رسید کر دیا۔ جبکہ اسی تعداد میں زخمی کر دیئے گئے ہیں۔ اس دوران میں دیگر نقصان کے علاوہ ایک روسی ٹینک تباہ کر دیا گیا ہے۔

صوبے ہرات کے مختلف مقامات میں

مجاہدین کی کامیاب جھڑپیں

مجاہدین راہ حق نے اس اواخر میں اپنی جنگی کاروائیوں کو شدت بخشی ہے۔ جہاد کے گرم مورچوں سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے "غیور، مومن اور حریت پسند مجاہدوں نے صوبے ہرات کے مختلف مقامات میں دشمن کے خلاف کامیاب کاروائیاں انجام دی ہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق حضرت حمزہؓ فرنٹ کے نڈر مجاہدوں نے ۲۷ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ہرات تور غنڈی شاہراہ پر واقع کابل انتظامیہ کے فوجی قافلہ پر کر کے فریقین کے درمیان شدید جھڑپ واقع ہوئی جس کے نتیجے میں دشمن کا ایک جیپ موٹر سواری سمیت تباہ کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا دیا گیا ہے۔ تاہم حق و باطل کے اس معرکے کے دوران ۳ مجاہد جام شہادت نوش کر گئے ہیں۔

ایک اور رپورٹ کے مطابق شہید "افضلی" فرنٹ سے متعلق مجاہدین نے ۲۷-۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو دشمن کے ایک فوجی کنوائے پر حملہ کر کے انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین کی اس کامیاب کارروائی کے دوران کابل فوج کے ۱۲۰ افراد ہلاک اور ۵ ٹینک تباہ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ ۱۱ عدد مختلف النوع اسلحہ غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔ اس لڑائی کے دوران ۵ مجاہد شہید اور ۵ زخمی ہو گئے ہیں

خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ مجاہدین اسلام نے ۲۶ جنوری ۱۹۸۹ء کو دشمن کے ایک فوجی تھانے پر حملہ کر کے ۱۵ ملیشا افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور ۶۷ افراد اپنے اسلحہ سمیت اپنے آپ کو مجاہدین کے حوالے کر دیئے ہیں۔ اسی طرح دشمن کے ۲ بکتر بند گاڑیاں منہدم کر دی گئیں اور ۷ کلاشنکوف غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگا۔

تخار کے گیریژن ہیڈکوارٹر پر مجاہدین

کا قبضہ، خاد اور ملیشیا میں تصادم

پکتیا کی سرحدی چھاونی خوست میں مجاہدین

اور کابل دستوں میں فیصلہ کن معرکہ جاری ہے

لندن ۲۱ فروری داژانس افغان، افغان مجاہدین نے صوبہ تخار میں دریائے آمو کے کنارے روسی فوج کے خالی کردہ گیریژن ہیڈکوارٹر پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں اب کابل انتظامیہ کے دستے متعین تھے ۱۵ فروری کی صبح دو گھنٹے تک مزاحمت کے بعد کٹھ پتلی دستے کے کمانڈر احمد خان نے ہتھیار ڈال دیئے۔ گیریژن ہیڈکوارٹر سے سات ٹینک و بکتر بند گاڑیاں اور متعدد مارٹر گنوں کے علاوہ بھاری گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ علاوہ ازیں شاہراہ سالانگ پر واقع بغلان کے قصبہ پل خمری میں خاد اور ملیشیا کے درمیان تصادم میں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ خونریز جھڑپ روسیوں کے چھوڑے ہوئے اسلحہ پر قبضہ کا تنازعہ بتائی گئی ہے۔

مجاہدین نے روسیوں کے خالی کردہ رسد کے مرکز قلعہ گی کو پھر نشانہ بنایا۔ جہاں بھاری جانی نقصان کے علاوہ متعدد گاڑیاں تباہ ہو گئیں۔ انہی مجاہدین نے پل خمری کے نزدیک ایک فوجی گاڑی کا بھی صفایا کر دیا۔ افغان صوبہ پکتیا کی سرحدی چھاونی خوست میں مجاہدین اور کابل دستوں میں فیصلہ کن معرکہ ہو رہا ہے۔ توقع ہے کہ آئندہ ۲۴ گھنٹوں میں یہاں پر مجاہدین قبضہ کر لیں گے۔

قندھار کے بیشتر علاقوں پر مجاہدین کا قبضہ

لندن ۲۵ فروری داژانس افغان افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار میں چھاونی اور ایئرپورٹ کے علاوہ بیشتر علاقوں پر مجاہدین قابض ہیں اور بعض مقامات پر

غاصب اور ظالموں کے مقابلے میں نعرۂ حق بلند کرنے کا حوصلہ بھی عطا کر کے سامراجی طاقتوں کی شکست کی نشان دہی کی۔ افغان مجاہد عوام کی عظیم قربانیوں کی وجہ سے اب سپر طاقتوں کے غرور کا طلسم ٹوٹ چکا اب انشاءاللہ سپر طاقت میں وہ مجال باقی نہیں رہا جو اپنی یلغار اور فوجی مداخلت سے چھوٹے ملکوں پر حملہ کر کے انہیں اپنی حق آزادی اور خود ارادی سے محروم کر دے۔

اہل دنیا پر واضح ہوگیا۔ کہ افغان مجاہدین نے روس جیسی سپر طاقت کے جدید ہتھیاروں سے لیس افواج کے خلاف اپنے جہاد کا آغاز کیا۔ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے کیا۔ جہاد کے آغاز میں اس ہم کے ان جیالوں کے پاس نہ کوئی اسلحہ تھا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی سہارا اور ساتھ دینے والا۔ بس جذبۂ ایمان، اپنے دین و عقیدے کے ساتھ والہانہ محبت اور قربانی کا جذبہ ہی۔ بہترین اسلحہ کے طور پر ان کے پاس موجود تھا۔

لوگوں کا خیال تھا کہ روسی افواج سے ٹکر لینا موت کو دعوت دینا ہے۔ روسی افواج کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ روسیوں نے آج تک جہاں کہیں بھی قدم رکھا ہے پھر وہاں سے واپس نہیں ہوا ہے۔ اگر چہ ان لوگوں کی قیاس آرائی کسی حد تک صحیح بھی تھی۔ کیونکہ چیکوسلواکیہ پولینڈ، ہنگری اور روسی ترکستان (بخارا) کے حالات ان کے سامنے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے افغان غیور اور ناقابل تسخیر عوام نے اس ناممکن کو نہایت جرأت و شجاعت سے ممکن بنا دیا۔ اور آج اہل دنیا نے اس حقیقت کو خود دیکھ لیا۔

عصر حاضر میں افغانستان سے روسی افواج کی واپسی حقیقتاً ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ لیکن اس شاندار کامیابی میں اسلامی جمہوریۂ پاکستان کے جیالے مسلمان عوام اور حکومت ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور جہاد کے مختلف شعبوں میں مثال کے طور پر صحافت، سیاست، اقتصادی اور فوجی شعبوں میں انہوں نے ہمارے جہادی مورال کو بلند کر کے ہمارا بھرپور تعاون کیا ہے۔ جس طرح پاکستانی عوام ہمارے دکھ، درد، مصائب و آلام میں شریک تھے اسی طرح اس تاریخی کامیابی کا سہرا نہ صرف افغان مجاہدین کے سر پر ہے بلکہ اس میں ہمارے ساتھ پاکستانی عوام بھی شامل ہیں۔

جہانیاں پر واضح ہے۔ ہماری یہ کامیابی ہماری جدوجہد اور اس راہ میں ہمارے پندرہ لاکھ شہداء کے خون کے نذرانے کا ثمرہ ہے۔ لیکن شہید اسلام شہید جہاد افغانستان صدر جنرل محمد ضیاءالحق کی اسلام دوستی اور ان کی مضبوط افغان پالیسی، پاکستانی انصار بھائیوں کی اخوت اسلامی اور برادر مسلمان اور دوست ملکوں کی طرف سے ہمارے برحق جہادی مشن کی حمایت و مدد ہماری اس کامیابی کے حصول میں اہم کردار ادا کیا ہے اس لئے جتنے ہمارے مجاہدین مبارکباد کے مستحق ہیں اتنے ہی ہمارے پاکستانی انصار بھائی، حکومت اور افغان پالیسی کے بانی اور حامی شہید جنرل محمد ضیاءالحق بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اگر چہ شہید ضیاءالحق ہمارے درمیان اب موجود نہیں۔ لیکن ان کی یاد ہمارے صف اول کے دیگر شہداء کی طرح ہمارے دلوں میں تا قیامت باقی اور تازہ رہے گی کاش! آج وہ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوتے اور اپنی بابصیر آنکھوں سے افغانستان سے روسی افواج کی واپسی کو دیکھتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب افغان جہاد کے مقصد کا دوسرا مرحلہ بھی مکمل ہونے والا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے عبوری حکومت کی تشکیل کی منظوری بھی افغان مشاورتی کونسل نے دے دی ہے اور انشاءاللہ یہ حکومت جلد ہی افغانستان کے اندر اپنا منصب سنبھالے گی اور افغان مہاجرین اپنے میزبان برادر ملک اسلامی جمہوریۂ پاکستان سے عزت و وقار کے ساتھ رخصت ہو کر چلے جائیں گے۔

(باقی ص۲۱ پر)

کابل انتظامیہ کے دستے اور مجاہدین بہت کم فاصلے سے ایک دوسرے کے مدمقابل آچکے ہیں تازہ اطلاعات کے مطابق قندھار کے جنوبی علاقے شکارپوری دروازے میں مجاہدین اور فوجی دستے کی چوکیوں کا درمیانی فاصلہ محض سو میٹر رہ گیا ہے. قندھار میں مجاہدین کی حالیہ کامیابی مغربی علاقے ڈنڈ میں خاد کے دفتر کا صفایا ہے جس پر ۲۱ فروری کی صبح حملہ کیا گیا.

مجاہدین نے اہم تاریخی شہر مزار شریف کا محاصرہ کر لیا، کابل پر حملے کی تیاریاں دارالحکومت میں اسلحہ، گولہ بارود اور راکٹوں کا ذخیرہ پکڑا گیا

اسلام آباد. افغانستان سے ملنے والی خبروں کے مطابق مجاہدین نے بلخ صوبے میں تاریخی اور اہم شہر مزار شریف کا محاصرہ کر لیا ہے. ریڈیو کابل نے اگرچہ محاصرہ کا براہ راست اعتراف نہیں کیا تاہم اس نے بتایا ہے کہ کابل حکومت نے شہر میں مزید کمک پہنچا دی ہے اور اس طرح کابل کے فوجی دستوں کی پوزیشن مستحکم ہو گئی ہے افغان خبر رساں ایجنسی "باختر" کے مطابق کابل شہر میں ہتھیاروں، گولہ بارود اور راکٹوں کا بہت بڑا ذخیرہ پکڑا گیا ہے ریڈیو صدائے انقلاب اسلامی افغانستان کے مطابق مجاہدین نے پغمان میں بھی پوزیشنیں سنبھال لی ہیں اور اب وہ دارالحکومت کابل کو آزاد کرانے کے لئے منصوبہ بندی کر رہے ہیں. سات جماعتی اتحاد کے ترجمان کے مطابق کابل حکومت مجاہدین کے حملوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور کابل حکومت کا زوال اب یقینی ہے.

بغلان میں مجاہدین اور سرکاری عہدیداروں میں جھڑپ ۵ عہدیدار ہلاک، غزنی شہر میں خاد کے صوبائی ڈائرکٹر گرفتار مجاہدین نے ہیڈکوارٹر پر یلغار کر کے تباہ کر دیا

لندن ۲۷ فروری (ا ث انس افغان) شمالی افغان صوبے بغلان کے ہیڈکوارٹر میں مجاہدین اور حکمران جماعت کے مسلح عہدیداروں کے درمیان جھڑپ میں پانچ سرکاری اہلکار ہلاک اور آٹھ زخمی ہو گئے. بغلان شہر میں ارباب سلیمان نامی عہدیدار کے گروہ میں شامل مسلح افراد پر مجاہدین نے یلغار کی جس کے نتیجے میں بھاری تعداد میں اسلحے اور گولہ بارود پر قبضہ کر لیا گیا.

معلوم ہوا ہے کہ روسی دستوں کے انخلاء کے بعد مسلح کئے جانے عہدیدار خلق اور پرچم دھڑے سے متعلق ہیں تاہم دونوں دھڑوں میں چپقلش کے پیش نظر مسلح عہدیداروں کو علیحدہ رکھا جاتا ہے.

ایک اور اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ شاہراہ سالانگ پر واقع سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر نیجان سے گرفتار ہونے والے دو سرکاری اہلکاروں کو آزاد علاقے کی عدالت نے سزائے موت سنائی ادھر غزنی شہر میں مجاہدین نے خاد کے ہیڈکوارٹر پر یلغار کر کے اسے تباہ کر دیا. اطلاعات کے مطابق راکٹوں اور مارٹروں کے مسلسل فائر سے خاد کے ہیڈکوارٹر کو آگ لگ گئی جس کے دفتر کی عمارت ملبے کا ڈھیر بن گئی. جبکہ تیرہ اہلکار ہلاک اور زخمی بتائے گئے ہیں. افراتفری کے عالم میں متعدد سرکاری عہدیدار بھاگ نکلے. لیکن خاد کا صوبائی ڈائریکٹر کرنل رفیق زمری پکڑا گیا.

۳۰ ہزار افغان مجاہدین نے کابل شہر کا محاصرہ کر لیا، سرکاری فوج کے 1500 افسر اور فوجی مجاہدین کا ساتھ دیں گے، کمانڈر کا انٹرویو

اسلام آباد (اے پی پی) بیس سے تیس ہزار افغان مجاہدین نے کابل شہر کا محاصرہ کر لیا ہے ریڈیو تہران کے مطابق ایک افغان مجاہد کمانڈر کا کہنا ہے کہ شہر میں موجودہ ۱۵۰۰ کابل فوجی اور افسر مجاہدین کا ساتھ دیں گے انہوں نے تعاون کا یقین دلایا ہے کمانڈر نے کہا کہ ان کابل فوجیوں اور انقلابی طلبہ کی مدد سے خفیہ گروپ قائم کئے گئے ہیں. جو اہم کاروائی کرنے والے ہیں ان گروپوں

کو بوقت ضرورت ہراول دستے کا نام دینگے
کابل شہر کے قریب ایک انٹرویو میں کمانڈر
نے کہا کہ مجاہدین خونریزی سے گریز کرنا چاہتے
ہیں۔

کابل پر راکٹوں سے ایک اور حملہ، متعدد افراد ہلاک، روسی جارحیت کے ۹ سال مکمل ہونے پر کابل میں دکانیں بند چھتوں سے اللہ اکبر کی صدائیں

کابل ۱۲ر فروری۔ افغانستان میں روسی
فوجی مداخلت کے ۹ سال مکمل ہونے پر کابل
میں آج راکٹوں سے حملے ہوئے۔ جن میں متعدد
افراد ہلاک و زخمی ہو گئے۔ بی بی سی کے مطابق
۹ برس قبل جب روسی افواج افغانستان
میں داخل ہوئی تھیں تو بے شمار لوگ اللہ اکبر
کے نعرے لگاتے ہوئے گھروں سے باہر نکل آئے
تھے۔ آج کابل میں اس بارے میں تھوڑی بہت
تشویش پائی جاتی تھی کہ اس کی یاد مناتے
ہوئے کچھ ناخوشگوار واقعات ہوں گے۔ آج
دکانیں بند رہیں اور چھتوں پر سے اللہ اکبر
کی صدائیں سنائی دیں۔ اور حکومت کے
افسران کے مطابق مجاہدین نے دارالحکومت
پر راکٹ برسائے ان میں سے ایک واپس
آنے والے افغانیوں کی وزارت کے ذمہ دار
عمارت کے ایک سرکاری ڈرائیور کو لگا جو
ہلاک ہو گیا اور تین دیگر زخمی ہو گئے
غیر ملکی صحافیوں کو دھماکہ خیز مادے اور
بارودی سرنگیں دکھانے کے لئے لے جایا گیا
کہا جاتا ہے کہ یہ اسلحہ پاکستان یا مغربی
ممالک سے لایا گیا تھا۔ ان کے علاوہ چین
کے راکٹ مصری بم اور برطانیہ کے بنے
ہوئے پستول اور اسلامی کتابیں دکھائی گئیں
خاد کے افسران نے دعویٰ کیا کہ کابل اور
کئی شہروں میں دھماکہ کرنے کی سازش
کو ناکام بنا دیا گیا ہے۔

جلال آباد پر مجاہدین کا راکٹوں سے حملہ، ۱۰ افراد ہلاک، قندھار، ہرات اور کندوز میں زبردست لڑائی ہو رہی ہے ننگرہار اور پکتیا میں کامیاب کارروائیاں

کابل ۲۷ر فروری۔ افغان مجاہدین نے
جلال آباد اور دیگر شہروں پر حملے جاری رکھے
ہوئے ہیں۔ ماسکو ریڈیو کے مطابق اتوار کو
جلال آباد شہر پر مجاہدین نے راکٹوں سے
حملہ کیا۔ جس سے ۸ افراد ہلاک ہو گئے۔ کئی
عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا۔ آل انڈیا

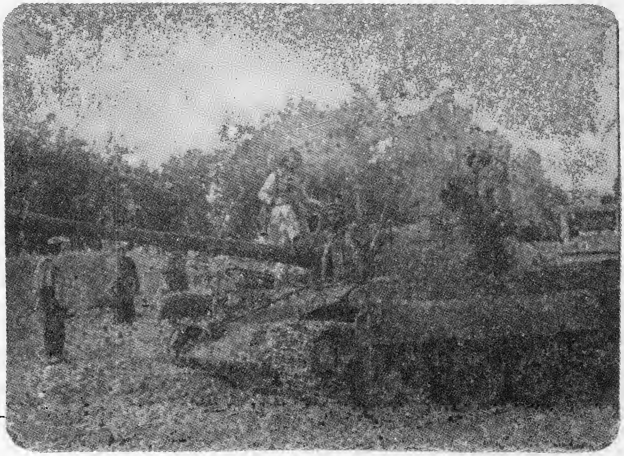

ایک روسی ٹینک
مجاہدین کے قبضے
میں

ریڈیو کے مطابق حملوں میں ۱۰۰ افراد مارے گئے اور مجاہدین نے ننگرہار، پکتیا اور قندہار صوبوں میں مزید کامیاب کاروائیاں کی ہیں اور کابل انتظامیہ کے فوجیوں کو بھاری جانی نقصان پہنچایا ہے۔ ریڈیو کابل نے بتایا ہے کہ قندہار ہرات اور کندوز میں مجاہدین اور کابل انتظامیہ کی فوجوں کے درمیان زبردست لڑائی ہو رہی ہے

ادھر پشاور میں اخباری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے افغان مجاہدین کے رہنما گلبدین حکمت یار نے کہا ہے کہ افغانستان کے ۹۵ فیصد حصہ پر مجاہدین کا قبضہ ہے۔ اور ہم نے افغان مجاہدین کی عبوری حکومت کو ایک مہینے کے اندر افغانستان منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اژانس افغان کے مطابق جلال آباد میں محصور فوجی دستوں نے دور مار بی ایم ۲۷ توپوں سے آزاد علاقے عبدالخیل پر گولی باری کی۔ جس سے ایک مجاہد شہید اور چار زخمی ہوگئے۔ چالیس کلومیٹر سے زائد فاصلے تک مار کرنے والی بی ایم ۲۷ توپیں حال ہی میں جلال آباد لائی گئی ہیں۔

مجاہدین نے خوست میں ریڈیو سٹیشن تباہ کر دیا

کابل۔ خوست میں مجاہدین نے کابل انتظامیہ کا ریڈیو سٹیشن تباہ کر دیا ہے۔ مجاہدین نے ریڈیو سٹیشن پر نصف درجن گولے پھینکے۔ آخری خبریں آنے تک ریڈیو سٹیشن کی نشریات بند تھیں۔

بقیہ:- کاروان شہداء

افغانستان کے صوبہ کندوز، ضلع چہاردرہ گاؤں میر شیخ کے رہنے والا تھا۔ وہ ۱۹۶۹ء میں ایک متقی اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم میر شیخ کے ہائیر سیکنڈری سکول میں حاصل کیا

افغانستان پر روسی جارحیت کے بعد اپنے گھرانے کے ساتھ ۱۹۸۱ء میں پاکستان کو ہجرت کیا۔ اور صوبہ سرحد کے ضلع دیر گاؤں معیار میں رہائش پذیر ہوا دین اور علم سے محبت کی وجہ تھا کہ انتہائی سخت حالات اور مسافری میں بھی علم کی شمع کو ہاتھ میں پکڑ کر اپنی حقیقی منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہوا۔

دینی علم کا کافی حصہ اپنے والد محترم سے حاصل کیا، علم کی پیاس بجھانے کے لئے وہ مطالعہ کتب اور قابل اساتذہ سے کام لیتا تھا۔ حال ہی میں علم حدیث کی مشہور کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" مولانا سعد اللہ سے پڑھتا تھا

گذشتہ سال میں آٹھویں جماعت کا امتحان پشاور کے تعلیمی بورڈ سے اچھے نمبروں پر پاس کیا تھا۔ اور گورنمنٹ ہائی سکول معیار میں داخلہ لیا تھا۔ جب نویں جماعت کا نوماہی امتحان ختم ہوا اور ساتھ ہی موسم سرما کی چھٹیاں بھی ہوئی۔ تو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے اپنے دوستوں کے ساتھ افغانستان (پکتیا) کو چلا گیا اور وہاں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مصروفِ جہاد رہا۔ آخر کار اپنی تمنا کے مطابق میدانِ جہاد میں ۲۸ دسمبر ۱۹۸۸ء میں شہید ہوا۔

(۶) شہید عبدالقادر

جناب شہید عبدالقادر ولد حاجی جمعہ خان کا تعلق بھی صوبے جوزجان کے (اسلام جوئے) نامی گاؤں سے تھا۔ انہوں نے ایک مسلمان اور محبِ وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ انہیں بچپن ہی سے جہاد اور شہادت کا شوق تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان دونوں آرزوؤں کو عالم جوانی ہی میں پورا کر دیا جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں وہ ہمیشہ صف اول کے مجاہد تھے کئی معرکوں میں انہوں نے شاندار کامیابیاں حاصل کر کے درجنوں کابل سوویت فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا آخر کار وہ دشمن کی ایک کمین میں گھیر آئے۔ شدید مجروح ہوئے اور آخر کار انہوں نے بھی جام شہادت نوش فرما دیا۔

قافلہ شہدا

سپہ سالار کاروان شہداء انقلاب اسلامی افغانستان
جناب شہید استاد مولوی محمد ابراہیم (ہیم) کاکڑ کا

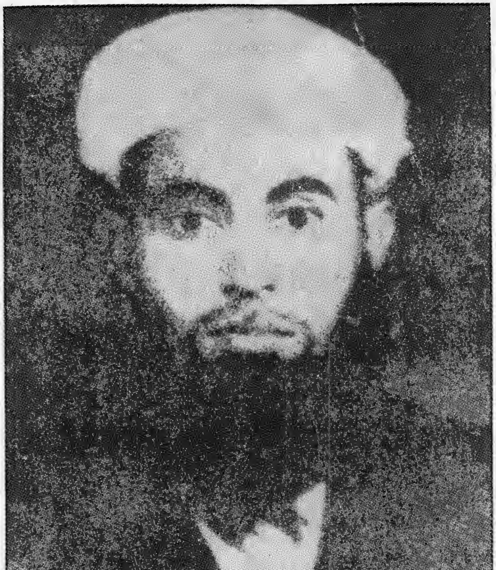

مختصر تعارف

جناب شہید مولوی محمد ابراہیم عرف (ہیم کاکڑ) صاحب نے بھی اپنا نام ان لازوال ہستیوں میں شامل کرا لیا۔ جن کے بارے میں حافظ شیرازی نے یوں فرمایا ہے ؎

ہرگز نمی میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

یوں تو جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب کسی تفصیلی تعارف کے محتاج نہیں وہ تحریک اسلامی کے ایک نامور، عالم دین اور جہاد افغانستان کے ایک نڈر اور صف اول کے مجاہد تھے۔ جناب (ہیم) صاحب نے ۱۹۶۲ میں صوبے ننگرہار کے بہبود نامی قصبے کے ایک دیندار، متقی، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی ان کے والد امجد کا نام مولانا محمد جعفر تھا جو اپنے زمانے کے ایک جانے پہچانے عالم دین تھے ان کا شمار افغانستان کے چیدہ چیدہ علمآ کرام

ں ہوتا تھا۔ ابھی حمیم صاحب کمسن ہی تھے کہ ان کے والد بزرگوار نے انہیں دینی تعلیم و تربیت دینی شروع کر دی اس ہونہار اور ذہین طالب علم نے بچپن ہی میں یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ اسلام کے ایک مخلص پیرو ہیں سات سال کی عمر میں یہ دیکھتے ہوئے کہ انہیں علم دین سے گہرا لگاؤ ہے چنانچہ ان کے والد گرامی نے انہیں صوبے ننگرہار کے مشہور و معروف دینی درسگاہ نجم المدارس میں داخلہ دلوا دیا۔ جہاں انہوں نے اپنے باتجربہ علماء دین سے تعلیم حاصل کی اور پڑھائی کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ اجتماع سے تبلیغ دین میں مصروف رہتے اور لوگوں کو اسلامی تحریک میں شمولیت کی دعوت فرماتے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تعلیم کے دوران اپنی ذہانت، لیاقت اور اہلیت کا وہ مظاہرہ دکھایا کہ ان کے اپنے ہی اساتذہ ان کے شیدائی بن گئے۔ اسی دوران وہ اسلامی تحریک کے بلند پایہ رہنماؤں سے بھی گاہے گاہے ملاقات کر کے ضروری ہدایات حاصل کرتے۔ صوبے ننگرہار میں اسلامی تحریک دن بہ دن زور پکڑتی گئی۔ ہزاروں اسلام کے شیدائی اس تحریک کے باقاعدہ رکن بننے کے آرزومند تھے۔ چنانچہ بے شمار لوگوں کو اس تحریک کا ممبر بننے کا شرف حاصل ہوا۔

۱۹۶۷ء میں اس دینی مدرسے سے فراغت حاصل کی اور حکومت وقت کی طرف سے انہیں ننگرہار کے ایک مقامی سکول میں استاد کی حیثیت سے نوکری ملی۔ انہوں نے اپنے تدریسی مشغلے کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ بے شمار شاگرد ان کے شیدائی بن گئے یہ ۱۹۶۸ کی بات ہے کہ جب ان کے کالج میں خلق اور پرچم سیاسی پارٹی جو دین مبین اسلام کے خلاف اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے ان کا ایک باقاعدہ اخبار (جریدۂ خلق) طلبہ کی ذہنیت کو مغشوش کرنے کے لئے اُن میں بانٹنے کے لئے لایا گیا۔ مگر جناب حمیم صاحب نے فوراً اپنے طلبہ کو اس اخبار کو لینے سے منع کر دیا اور باقاعدہ طور پر اس اخبار کے خلاف تحریک چلائی اور اسی طرح انہوں نے تبلیغ دین اسلام کے فروغ کے لئے بے شمار کارنامے انجام دئیے۔

۱۹۷۸ء میں افغانستان میں روسی کمیونسٹوں کے ایماء پر نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا۔ افغان عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے۔ اس مرد مجاہد نے افغانستان میں روسی انقلاب کے خلاف نعرہ بلند کیا۔ چنانچہ ۱۹۷۹ء میں وہ روسی ایجنٹوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور جیل کی گوناگوں صعوبتوں کو جھیلنے کے بعد ظالم اور درندہ صفت روسی ایجنٹوں نے انہیں شہید کر ڈالے اور اس طرح وہ اپنی دیرینہ آرزوں کے مطابق صف اول کے شہیدوں کے کارواں سے جا ملے۔

(۱) شہید قربان علی

جوان سال شہید قربان علی ولد غلام حیدر آج سے بیس سال قبل صوبے بلخ کے (لنگرخانہ) نامی گاؤں کے ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے ایک ہونہار اور ذہین انسان تھے۔ چنانچہ ۱۹۷۳ء میں انہیں اسکول میں داخلہ دلوایا گیا ابھی چھٹی جماعت کے طالبعلم تھے کہ افغانستان میں روسیوں کے ایماء پر نام نہاد "انقلاب ثور" رونما ہوا۔ اس نوجوان مجاہد نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور فوراً اپنے ہم رزم مجاہد بھائیوں کے شانہ بشانہ کمیونسٹوں کے خلاف شہید استاذ ذبیح اللہ نامی محاذ میں عملی جہاد کا آغاز کیا۔ اس ہونہار اور کمسن مجاہد نے بے شمار معرکوں میں حصہ لیا اور دشمن سے بھاری مقدار میں گولہ بارود حاصل کیا۔ چھ سال متواتر جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں سرگرم عمل رہنے کے بعد بالآخر ۲۹،

دسمبر ۱۹۸۶ء کو روسیوں کی بمباری کے نتیجے میں "شولگرہ" نامی قصبے میں جام شہادت نوش کر گئے۔

(۲) شہید گل محمد

جناب سنگی محمد کے فرزند شہید گل محمد نے ۱۹۴۷ء میں صوبے بغلان کے "اختر" نامی گاؤں کے ایک متدین اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔ والدین کی نیک تربیت کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ ۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب رونما ہوا۔ تو اس مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ پھیرا اور اسلحہ اٹھا کر میدان جہاد میں کود پڑا ایک طویل عرصے تک وہ میدان کارزار میں دشمن کے لئے قہر سامان بنا رہا۔ آخر کار ۱۹۸۵ء کے ایک خونین معرکے میں دشمن کی ایک بے رحم گولی نے ان کے گرم سینے کو ٹھنڈا کر دیا اور اس طرح وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(۳) شہید شاہ محمد

جناب فیض محمد کے جواں سال فرزند شہید شاہ محمد نے صوبے فاریاب کے "سنجتک" نامی گاؤں کے ایک متقی، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی، سات سال کی عمر میں انہیں مقامی اسکول میں داخلہ ملا۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد مالی وجوہ کی بنا پر وہ اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ تعلیم چھوڑ دی اور کھیتی باڑی کا مشغلہ اختیار کیا۔ جونہی افغانستان میں کمیونسٹوں کے اشارے پر فوجی بغاوت ہوئی اور افغان مسلمان عوام غلامی کی زنجیر میں جکڑے جانے لگے۔ تو اس مومن مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ پھیرا اور جہاد کا آغاز کیا۔ ایک دفعہ وہ کسی مشکلات کے باعث پاکستان آئے اور اپنی تکلیف رفع کرنے کے بعد وہ دوبارہ خوست کے راستے صوبے بامیان کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں ایک تعداد کمیونسٹوں نے ان کا راستہ روک کر ان پر کلاشنکوف کی باڑ لگا دی۔ جس کے نتیجے میں وہ جام شہادت نوش کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

(۴) شہید نور محمد

شہید نور محمد ولد بیگ محمد کا تعلق

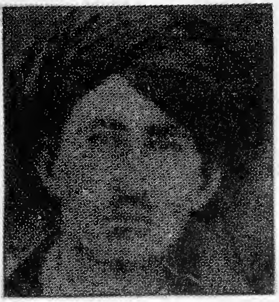

بھی صوبے فاریاب کے "سنجتک" نامی گاؤں سے تھا۔ جب افغانستان میں کفر و الحاد کے سیاہ بادل امنڈ آئے اور افغان مسلمان عوام کو نہایت بے دردی سے شہید کیا جانے لگا۔ تو اس نوجوان مجاہد نے بندوق اٹھائی اور اس عزم کے ساتھ میدان جہاد میں کود پڑا کہ سر کٹا کر شہید کہلوائے یا پھر کامیاب ہو کر غازی کا لقب اختیار کرے۔ کئی معرکوں میں انہوں نے دشمن کو ناکوں چنے چبوائے۔ آخر کار ۱۹۸۰ء کے ایک خونین معرکے کے دوران جبکہ وہ اپنے وطن کا دفاع کر رہے تھے۔ نہایت بے جگری سے لڑتے اور داد شجاعت پاتے ہوئے کام آئے اور اس طرح وہ شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔

(۵) شہید محمد امین

جناب چاری بابی کے جواں سال فرزند شہید محمد امین نے ۱۹۵۱ء میں صوبے

جوزجان کے (اسلام جوئے) نامی گاؤں کے ایک متقی، پرہیزگار، علم دوست اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی۔

۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں کمیونسٹوں نے اقتدار سنبھالا اور مسلمان عوام کو نہایت بے رحمی سے قتل کئے جانے لگا۔ تو اس مردِ مجاہد نے دنیوی کاموں کو چھوڑ کر اپنے ایمانی فرض منصبی نبھانے کے لئے جہاد کا آغاز کیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں انہوں نے اپنی بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن ان کا نام سنتے ہی ششدر ہو جایا کرتا تھا۔ جناب محمد علم کمانڈر کی شہادت کے بعد انہیں کمانڈر کے عہدے پر فائز کیا گیا اور انہوں نے اپنا یہ فرض منصبی بھی نہایت ایمانداری کے ساتھ ادا کیا۔ کئی ایک معرکوں میں شرکت کرنے کے بعد وہ دشمن کی ایک کمین میں گھر آئے۔ جس کے نتیجے میں وہ زخمی ہوئے۔ مگر زخموں کے تاب نہ لاکر وہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

شہید عبدالحیٔ "جہادی"

جناب مولوی محمد عباس کے جواں سال فرزند عبدالحیٔ "جہادی" نے ۱۹۷۱ء کو صوبے ننگرہار سب ڈویژن "رودات" تحصیل جبرہار کے دولت زئی نامی علاقے کے ایک علم دوست دیندار اور محب وطن گھرانے میں آنکھ کھولی والد کی نیک تربیت اور علم دوستی کی بناء جناب عبدالحیٔ "جہادی" بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند اور حصول علم کے شیدائی تھے۔ جب افغانستان میں

نام نہاد" انقلاب ثور) رونما ہوا تو ان کے والد گرامی نے اپنے دینی فرائض انجام دینے کی خاطر ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تو ان کے چشم و چراغ عبدالحیٔ بھی اپنے خاندان کے ساتھ پاکستان آئے۔ ابتدائی دینی تعلیم انہوں نے اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کی غرض سے پشاور میں حضرت ابوحنیفہؒ نامی مدرسہ میں داخل کرا دیا گیا۔

وہ جناب کبھی کبھی اپنے والد گرامی مولوی محمد عباس کے ساتھ جہاد کے گرم مورچوں بھی جاتے تھے۔ کیونکہ ان کے والد ایک جہادی گروپ کی امارت کا فرائض انجام دے رہے ہیں۔ وہ ایک جوشیلے مجاہد، نیک سیرت اور ملنسار شخص تھے اور اپنے دوستوں اور خاندان میں ایک خاص مقام کے حامل تھے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ مجاہدین کے درمیان وحدت و یکجہتی قائم ہو اور ہمیشہ لوگوں کو اپنے درمیان وحدت و اتحاد پیدا کرنے کا توصیہ کرتے تھے لیکن اسلام دشمن عناصر کو کبھی ایسے اشخاص کو موقع دینا گوارا نہیں ہوتا بالآخر ایک بم کے دھماکے میں جو دشمن نے مدرسہ کے احاطے میں رکھا تھا بروز بدھ ۱۱ر جنوری ۱۹۸۹ء کو ۱۷ سال کی عمر میں اپنے چند دیگر ساتھیوں سمیت جامِ شہادت نوش کر گئے اور اس طرح کاروان شہداء میں شامل ہوگئے اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔

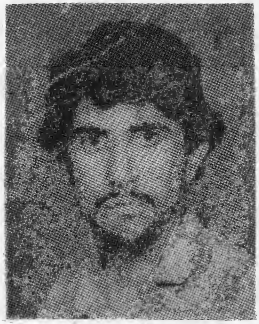

(۷) شہید سمیع اللہ

شہید سمیع اللہ ولد قاری عبداللہ

(باقی ص۶۳ پر)

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار
اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور
غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اِسلامی کا احیاء

ہمارے مومن مجاہدین اپنے بچّوں کی دینی تعلیم سے غافل نہیں

PROPERTY OF ACKU

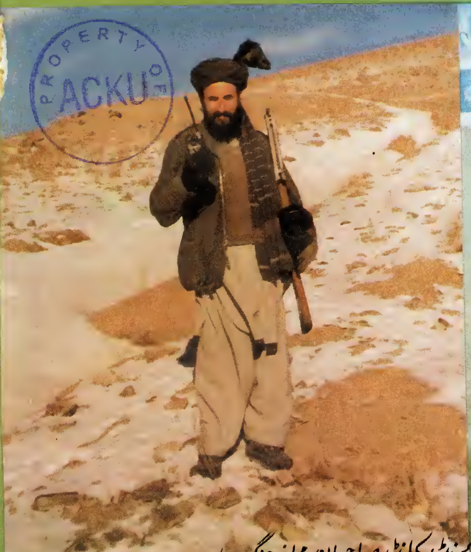

جمعیت اسلامی افغانستان کے نڈر کمانڈر صاحبان محاذ جنگ پر

تہذیبِ مجلس

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم سے کہا جائے کہ اپنی مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو جگہ کشادہ کر دیا کرو۔ اللہ تمہیں کشادگی بخشے گا۔
(مجادلہ)

تشریح:

بعض مفسرین نے اس حکم کو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس تک محدود سمجھا ہے۔ لیکن جیسا کہ امام مالکؒ نے فرمایا ہے۔ صحیح بات یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی تمام مجلسوں کے لئے یہ ایک عام ہدایت ہے۔ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اہل اسلام کو جو آداب سکھائے ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے۔ کہ جب کسی مجلس میں پہلے سے کچھ لوگ بیٹھے ہوں اور بعد میں مزید کچھ لوگ آئیں۔ تو یہ تہذیب پہلے سے بیٹھے لوگوں میں ہونی چاہئیے کہ وہ خود نئے آنے والوں کو جگہ دیں اور حتی الامکان کچھ سکڑ اور سمٹ کر ان کے لئے کشادگی پیدا کریں۔ اور اتنی شائستگی بعد کے آنے والوں میں ہونی چاہئے کہ وہ زبردستی ان کے اندر نہ گھسیں اور کوئی شخص کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔

حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے بلکہ تم لوگ خود دوسروں کے لئے جگہ کشادہ کرو۔ (بخاری، مسلم)

ایک اور حدیث کے مطابق حضورؐ نے فرمایا: کسی شخص کے لئے حلال نہیں ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر دھنس جائے۔

(ترمذی)

فرمانِ نبویؐ

رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بہترین شخص کون ہے

۱. تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو دُنیا سے کنارہ کش ہو اور آخرت کی طرف زیادہ مائل ہو۔

۲۔ سب سے بہتر اسلام اُس شخص کا ہے. جس کا اخلاق بلند ہو اور وہ شریعت کے مسائل و احکام سے بھی واقف ہو۔

۳۔ بہترین شخص وہ ہے جو اپنے خاندان کی حفاظت کرے اور اس دفاع میں کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو۔

۴۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کا بہت خیال رکھتا ہو اور یاد رکھو کہ عورتوں کی عزت صرف کریم ہی کر سکتا ہے اور عورتوں کی توہین کمینہ ہی کرے گا۔

۵۔ جو اپنی عورتوں کے معاملے میں اچھا ہو وہ سب سے اچھا ہے۔

۶۔ جو اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا زیادہ خیال رکھتا ہے وہی سب سے بہتر آدمی ہے۔

۷۔ بہترین شخص وہ ہے جس کو اللہ نے نفس پر قدرت و اختیار دیا ہو۔

۸۔ بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کی تعلیم دے اور علمِ قرآن حاصل کرے۔

۹۔ بہترین شخص وہ ہے جو آخرت کو دُنیا کے لئے اور دُنیا کو آخرت کے لئے ترک نہ کرے اور لوگوں پر بارِ خاطر نہ ہو۔

۱۰۔ بہترین شخص وہ ہے. جس سے خیر کی ابتدا ہوتی ہو اور شر کا احتمال نہ ہو اور بدترین شخص وہ ہے جس سے خیر کی توقع نہ ہو اور اُس کے شر سے امن نہ ہو۔

۱۱۔ بہترین بندے وہ ہیں جو وعدہ وفا کرتے ہیں اور معطر رہتے ہیں۔

۱۲۔ اُمّت کا بہترین شخص وہ ہے جو اللہ سے مانگے اور لوگوں کو خدا کا محبوب بنانے کی کوشش کرے۔

۱۳۔ تم میں سب سے بہتر خوش اخلاق انسان ہے کہ لوگوں سے ملتا ہے اور لوگ اُس سے ملتے ہیں۔

۱۴۔ بہترین شخص وہ ہے جسکے دیدار سے تمکو اللہ یاد آئے. جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو. جس کے عمل سے تمہاری رغبت آخرت کی طرف بڑھنے لگے۔

۱۵۔ اچھا دوست وہ ہے کہ جب تم اللہ کو یاد کرو وہ تمہاری مدد کرے اور جب تم اللہ کو بھلا دو تو وہ یاد دلائے۔

۱۶۔ بہترین شخص وہ جس کو سب سے بہتر قرآن پڑھنا آتا ہو. شرعی مسائل سے واقف ہو، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہو اور صلہ رحمی میں سب سے آگے ہو۔

۱۷۔ بہترین شخص وہ ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔

۱۸۔ بہترین انسان وہ مومن فقیر ہے جو اپنی کوششوں کو بروئے کار لائے۔

ترجمہ: عبدالجیب ہمدرد

دشمن اور دنیا والوں کا اعتراف اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ
افغان مجاہدوں کے فیصلوں اور ارادوں کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا

جمعیت اسلامی افغانستان کے عالیقدر امیر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی کا

خطاب

شہید محمد اسمٰعیل طارق کی شہادت کی یاد میں جی ٹی روڈ پر واقع چمکنی میں جمعیت اسلامی افغانستان کے ہیڈکوارٹر میں ایک عظیم الشان اجتماع کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کئی ایک نامور علماً اور ادباً کے علاوہ جمعیت اسلامی افغانستان کے امیر جناب پروفیسر برہان الدین (ربانی) نے شہید طارق کے جہادی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے افغانستان کی موجودہ صورت حال پر بھی تفصیلی خطاب فرمایا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا موجلا ومن یرد ثواب الدنیا نؤتہ منھا ومن یرد ثواب الاخرۃ نؤتہ منھا وسنجزی الشاکرین۔ وکاین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فما وھنوا بما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ یحب الصابرین۔ صدق اللہ مولٰنا الکریم ط

عزیز بھائیو! مجاہد بھائیو۔ اوارہ اور وطن سے دور مہاجرین اور ہمارے عزیز انصار بھائیو:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج کی ہماری یہ محفل ہمارے ایک جیالے، نڈر، تاریخ ساز اور صف اول کے مجاہد شہید طارق کی یاد میں منعقد کی گئی ہے۔ جنہوں نے ایک طویل عرصے تک جہاد کے گرم اور خونیں مورچوں میں اپنے ہم رزم بھائیوں کے ساتھ گزارا۔ شہید طارق اپنے خاندان کے پہلے شہید نہیں تھے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان کا گھرانہ اسلام کی راہ میں ایک شہید پرور گھرانہ ثابت ہوا ہے۔ ان کی شہادت سے پہلے ان کے والد بزرگوار، ان کے کڑیل نوجوان بھائیوں اور اسی طرح ان کے قریبی رشتہ داروں کے کئی ایک افراد نے اس راہِ حق میں اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ دیا اور رضائے الٰہی حاصل کی ان کی شہادت ایک دردناک واقعہ، ناقابل تلافی اور بہت بڑا ضیاع ہے۔ لیکن کیا کہا جاسکتا ہے۔ بس اللہ کی رضاً یہی تھی کہ ہمارے اسلامی انقلاب کی کامیابیوں کے قریبی دنوں میں ہمارا یہ راسخ العقیدہ صادق اور مومن شہید جس میں اسلام کی سبھی خوبیاں موجود تھیں ہم سے بچھڑ گیا اور ہم اس کے وجود سے محروم ہوگئے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ان القلب لیحزن وان العین لتدمع ولا نقول الا ما قال اللہ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

شہید طارق کی یاد اور ان کے شاندار اور بے مثال جہادی کارنامے جو انہوں نے جہاد کے دوران میں انجام

دیئے ہیں یقیناً وہ تاریخ کے اوراق میں اپنی مثال آپ ہیں اور ان کے نقشِ قدم ہمارے لئے مشعلِ راہ ہوں گے۔

عزیز بھائیو! شہید طارق اور ان کے ہم رزم شہداء نے دنیائے اسلام اور جہادِ افغانستان میں آگ اور خون کے سمندر میں اپنی ایمانی ذمہ داری جس طرح پر نبھاتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ درحقیقت وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے عین مطابق مرے نہیں ہیں جبکہ ایک دن انسان فطرتی طور پر اس دنیائے فانی سے کوچ کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت پانے سے شہید پر اس کی ابدی زندگی کا دروازہ کھلتا ہے ابدی زندگی کا یہ دروازہ نہ صرف فرداً فرداً ہر شہید کے لئے کھلتا ہے بلکہ شہادتوں سے ابدی زندگی کا دروازہ ملتوں پر کھلتا ہے۔ وہ قومیں جو نابودی اور موت کے دہلیز پر کھڑی ہیں اور انہیں اس مصیبت اور اس خلاکت سے چھٹکارا پانے اور ایک آرام دہ زندگی گزارنے کی امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اُنہیں اپنے لئے شہادت کا دروازہ جو ابدی زندگی کا ضامن ہے کھلنا چاہیئے ورنہ وہ قومیں محکوم بہ موت ہوں گی ان کی آزادی سلب ہو جائے گی۔ ان کا کلچر۔ ان کا قومی اور اسلامی تشخص اور قومی غرور اور رہا سہا سب کچھ عبث اور رائیگان ہو جائے گا۔ تاریخ میں صرف وہ زندوں کے بھیس میں ایک محکوم اور مردہ قوموں کے نام سے منسوب ہو کر باقی رہیں گی۔ اگر ایک قوم ارادہ کر لے کہ وہ ایک زندہ قوم کی حیثیت سے مستقل زندگی گزارے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے دین، مذہب، اعتقادات اور قومی کلچر کی قدر و منزلت کا خیال رکھتے ہوئے اس کی پاسداری کریں اور اس طرح ابدی دنیا میں ہمیشہ کے لئے اپنے واسطے ایک خاص مقام پیدا کریں۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے صرف شہید ہونے اور شہادت قبول کرنے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔ شہادت کو دل و جان سے قبول کریں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جو قومیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوتی ہیں اور ایک ذلت بار زندگی گزار رہے ہیں اگر وہ چاہیں کہ انہیں عزت کا مقام ملے۔ آزاد اور خود مختار رہیں۔ تو انہیں چاہیئے کہ بغیر کسی خوف و ہراس کی زندگی گزاریں اور ان نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے جہاد کریں، شہیدیں شہادتیں قبول کریں۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ جس قوم اور جس گروہ نے جہاد ترک کر دیا اسے ذلت نے آگھیرا ہے۔ ہمارے پیارے ملک افغانستان میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ جنہوں نے بذاتِ خود جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ قریب تھا کہ ہم اپنی قومی تشخص۔ اپنے کلچر اور دینی و مذہبی عقائد سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور افغانستان ایک محکوم ملک کی طرح کمیونزم (اژدہا) کے منہ میں چلا جائے قریب تھا کہ کفر و الحاد کا فلسفہ ہمارے ذہنوں میں اُتر جائے اور اس طرح ایک واقعی افغان مسلمان اور لادین انسان کے درمیان کوئی فرق موجود نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور اعلان جہاد سے نہ صرف یہ کہ ہم نے اپنے محبوب وطن افغانستان کو کمیونزم کے منہ سے نکالا بلکہ آج اور کل کی آنے والی نسلوں کے سروں سے یہ خطرہ بھی ٹال دیا اور انہیں بلا خوف و ہراس ایک طویل عرصے تک آزاد زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ہم نے اپنی قوم کو جو موت اور ذلت کی دہلیز پر کھڑی تھی ایک دلیر، زندہ اور مجاہد قوم کی حیثیت سے دنیا والوں کو روشناس کروایا ہے۔ آج امتِ مسلمہ اور مستضعف مسلمان دنیا کے مختلف گوشوں میں ہمارے جیالے مجاہدوں کی نہائی کامیابیوں کی خبریں سننے کے لئے منتظر بیٹھے ہیں کہ وہ کب اپنی کامیابیوں سے ہمکنار ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا فضل و کرم ہے کہ وہ دن اب دور نہیں کہ جب دنیا والے افغان مسلمان اور مجاہد عوام کو ایک زندہ قوم کی حیثیت سے پہچانیں گے۔ یہ افتخارات جو ہمیں نصیب ہو رہے ہیں۔ ہمارے انہی راہِ حق کے شہیدوں کے خون کا ثمرہ ہے آج ہم ایسے ہی ایک شہید کی یاد میں یہاں ایک جگہ